امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71
مورخہ ۱۸؍جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار
شمارہ نمبر 05

اس شمارہ میں
■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ حرف حرف سوچیے، لفظ لفظ بولیے
■ حکایات اہل دل
■ مسلمانوں کا شاندار ماضی...
■ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا غم
■ اخبار جہاں، تعلیم و روزگار
■ ملی سرگرمیاں، طب و صحت، ہفتہ رفتہ

معاشرہ کی زبوں حالی اور دعوت اصلاح

حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

اس مضمون میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے امت اسلامیہ سے عمومی اور جامع خطاب فرمایا اور ان کے امراض کی تشخیص اور ان کا علاج بتایا ہے، اس میں شاہ صاحب کا درد، اسلامی حمیت کا جوش، دعوت کا جذبہ اور زور قلم اس نقطہ عروج پر ہے، جس کی مثال ماضی میں ملنی مشکل ہے، شاہ صاحبؒ کی مشہور کتاب "التفہیمات الالٰہیہ" سے یہاں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، جن سے شاہ صاحب کی ژرف نگاہی کا اظہار ہوتا ہے۔

میں مسلمانوں کی عام جماعت کی طرف مخاطب ہوں اور کہتا ہوں، اے آدم کی اولاد! دیکھو تمہارے اخلاق سو چکے ہیں، تم پر بیجا حرص و آز کا ہوکھا سوار ہو گیا ہے، تم پر شیطان نے قابو پالیا ہے، عورتیں مردوں کے سر چڑھ گئیں ہیں، اور مرد عورتوں کے حقوق برباد کر رہے ہیں، حرام کو تم نے اپنے لئے خوشگوار بنالیا ہے، اور حلال تمہارے لئے بدمزہ ہو چکا ہے، پھر قسم ہے اللہ کی، اللہ نے ہرگز کسی کو اس کے بس سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے، چاہئے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح ہی کیوں نہ کرنا پڑے، اور اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو، یاد رکھو! ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھاتا، اور اپنے اوپر خواہ مخواہ تنگی سے کام نہ لو، اگر تم ایسا کروگے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہونچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے نفع اٹھائیں، جیسا کہ یہ بھی اسی کو پسند ہے کہ جو چاہیں وہ اعلیٰ مدارج پر احکام کی پابندی بھی کر سکتے ہیں، اپنے شکم کی خواہشوں کی تکمیل چاہئے کہ کھانوں سے کرو اور اتنا کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں، دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو، تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اسی طرح بیچارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہ بن جاؤ، تمہارے لئے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو، اگر تم ایسا کروگے تو خدا تمہیں معاش کی بھی راہ سجھائے گا، جو تمہارے لئے کافی ہوگی۔

اے آدم کی اولاد! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو، جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے وہ سیراب ہو اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کی شرمگاہ کی حفاظت کر سکتی ہو، اور اس کی رہن سہن کی جد و جہد میں مدد دے سکتی ہو، تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے، چاہئے کہ اس پر خدا کا شکر کرے۔

بہر حال کوئی نہ کوئی کمائی کی راہ آدمی ضرور اختیار کرے اور اسی کے ساتھ قناعت کو اپنا دستور زندگی بنائے، اور رہنے سہنے میں اعتدال کرے اور اسی کے ساتھ قناعت کو اپنا دستور زندگی بنائے اور رہنے سہنے میں اعتدال کا جادہ اختیار کرے، اور اللہ کی یاد کے لئے جو فرصت ہم دست ہو اسے غنیمت شمار کرے، کم از کم تین وقتوں صبح شام اور پچھلی رات کے ذکر کا خاص طور پر خیال رکھے، حق تعالیٰ کی یاد اس کی تسبیح و تہلیل اور قرآن کی تلاوت کے ذریعہ سے کیا کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے اور ذکر کے حلقوں میں حاضر ہوا کرے۔

اے آدم کی اولاد! تم نے ایسے بگڑے ہوئے رسوم اختیار کر لئے ہیں، جن سے دین کی اصلی صورت بگڑ گئی ہے، تم عاشوراء کے دن جھوٹی باتوں پر اکٹھے ہوتے ہو، اسی طرح شب برأت میں کھیل کود کرتے ہو، اور مُردوں کے لئے کھانے پکا پکا کر کھلانے کو اچھا خیال کرتے ہو، اگر تم سچے ہو تو اس کی دلیل پیش کرو۔

اسی طرح اور بھی بری بری رسمیں تم میں جاری ہیں، جس نے تم پر تمہاری زندگی تنگ کر دی ہے، مثلاً تقریبات کی دعوتوں میں تم نے حد سے زیادہ تکلف برتنا شروع کر دیا ہے، اسی طرح یونہی بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکے رہتے ہو، ان رسموں میں تم اپنی دولت ضائع کرتے ہو، وقت برباد کرتے ہو، اور جو صحت بخش روش تھی، اسے چھوڑ بیٹھے ہو۔

تم نے اپنی نمازیں برباد کر رکھی ہیں، تم میں کچھ لوگ ہیں، جو دنیا کمانے میں اور اپنے دھندوں میں اتنے پھنس گئے ہیں کہ نماز کا انہیں وقت ہی نہیں ملتا، کچھ لوگ ہیں، جو قصہ کہانی سننے میں وقت گنواتے ہیں، خیر پھر بھی اگر ایسی مجلسیں لوگ ایسے مقامات پر قائم کیا کرتے جو مسجدوں سے قریب ہوں تو شاید ان کی نمازیں ضائع نہ ہوتیں، تم نے زکاۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے، حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں ہے، جس کے اقربا و اعزہ میں حاجت مند لوگ نہیں ہوتے، اگر ان لوگوں کی وہ مدد کیا کریں اور ان کو کھلایا پلایا کریں اور زکاۃ کی نیت کر لیا کریں تو یہ بھی ان کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔

تم میں بعضوں نے روزے چھوڑ رکھے ہیں، خصوصاً جو فوجی ملازم ہیں کہتے ہیں کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر نہیں ہیں، یعنی جو محنت انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے، اس کے ساتھ روزے نہیں رکھ سکتے، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے راہ غلط کر دی ہے، اور تم حکومت کے سینہ پر بوجھ بن گئے ہو، بادشاہ جب اپنے خزانہ میں اتنی گنجائش نہیں پاتا جس سے تمہاری تنخواہ ادا کرے، تب رعایا پر زندگی کو دشوار کرتا ہے، سپاہیو! یہ تمہاری کیسی بُری عادت ہے، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو روزے رکھتے ہیں، لیکن سحری نہیں کرتے، اور رمضان میں ان سخت کاموں کو نہیں چھوڑتے، جن کی وجہ سے روزے ان پر گراں ہو جاتے ہیں، آخر میں فرماتے ہیں۔

"ملأ اعلیٰ کی طرف سے اصلاحی مطالبات کا اس زمانہ میں جن جن امور سے متعلق تقاضا ہو رہا ہے، اس کا ایک طویل باب ہے، لیکن کھڑکی سے آدمی بڑی نیکیوں کو جھانک سکتا ہے، اور ڈھیر کے لئے اس کا نمونہ کافی ہے"۔

شاہ صاحب نے ان خصوصی طبقات سے خصوصی خطاب پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس وقت کے مسلم معاشرہ میں صدیوں سے ہندوؤں کے درمیان رہنے، حدیث و سنت کی عدم اشاعت، علمائے دین کی غفلت و کوتاہی اور اسلامی حکومت کی فرض ناشناسی اور دینی احتساب کے فقدان کی وجہ سے جو ہندوانہ رسوم، بدعات اور غیر اسلامی شعائر رواج پا گئے تھے، اور مسلمان سختی سے ان کے پابند تھے، ان پر بھی شاہ صاحب نے نکیر فرمائی، اور ان عقائد فاسدہ، توہمات اور غیر مسلموں کی تقلید کی مذمت کی، عام طور پر وہ علماء، جن کا معقولات و علوم حکمت سے اشتغال تھا، ان عادات و رسوم کو معمولی سمجھ کر، یا اس کی بکھیڑے اور مخالفت عوام سے بچنے کے لئے ان کو نظر انداز کر دیا کرتے تھے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد، جنہوں نے اپنے متعدد مکتوبات میں ان عقائد شرکیہ، شعائر جاہلیت و رسوم فاسدہ کی تردید و مذمت کی ہے، اصلاح رسوم اور اسلامی معاشرہ کی تطہیر کا کام حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ذریعہ شروع ہوا، جس کی تکمیل ان کے فرزندان گرامی مرتبت اور انہیں کے خاندان کے تربیت یافتہ مصلحین امت، حضرت سید احمد شہید (خلیفہ شاہ عبد العزیزؒ) حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ (نبیرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ) نے کی۔

یہاں پر تفہیمات اور وصیت نامہ (فارسی) کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

"ہندوؤں کی عادات شنیعہ میں سے ایک یہ ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا ہے، تو اسے وہ دوسری شادی نہیں کرنے دیتے، عربوں میں یہ عادت بالکل نہ تھی، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے، نہ ان کے زمانہ میں، نہ بعد میں، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس شنیع عادت کو ختم کرے، اور اگر عام لوگوں سے اس کا رواج ختم نہ ہو سکے تو اپنی قوم کے درمیان ہی عربوں کے طریقہ کو رواج دینا چاہئے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس عادت کو قبیح سمجھنا اور دل سے اس کا دشمن ہونا چاہئے کہ یہ ہی منکر کا سب سے آخری درجہ ہے، ہماری دوسری بری عادت یہ ہے کہ بہت لمبا مہر باندھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کہ آپ سے ہمارے دین و دنیا کی عزت وابستہ ہے) اپنے گھر والوں کے مہر (جو بہترین خلائق تھے) ساڑھے بارہ اوقیہ مقرر فرمائے تھے، جس کے پانچ سو درم ہوتے ہیں۔

ہماری ایک دوسری بری عادت اسراف کی ہے کہ خوشی کے موقعوں اور رسموں میں بہت خرچ کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادیوں میں صرف ولیمہ اور عقیقہ ثابت ہے، چنانچہ ان دونوں کی پابندی کرنی چاہئے اور اس کے علاوہ سے بچنا چاہئے، یا ان کا زیادہ اہتمام نہیں کرنا چاہئے۔

ہماری بری عادتوں میں غم کے موقعوں، چہلم، ششماہی، فاتحہ اور سالانہ کے نام پر بھی اسراف ہے، حالانکہ ان میں سے کسی کا عرب اولین میں رواج نہیں تھا، بہتر یہی ہے کہ میت کے ورثا کی تین دن تعزیت اور ایک شب و روز کے کھانے کے علاوہ کوئی اور رسم نہ کریں، تین دن کے بعد قبیلہ کی عورتیں جمع ہو کر میت کی عورتوں کے کپڑوں میں عطر ملیں اور اگر میت کی زوجہ حیات ہو تو عدت گذارنے کے بعد سوگ کا سلسلہ ختم کر دیں۔ (ماخوذ از تاریخ دعوت و عزیمت)

اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

عیوب پر پردہ ڈالئے

جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی و بدکاری پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔ (سورہ نور:۱۹)

وضاحت:۔ بے حیائی اور بدکاری تہذیب وشائستگی کے قطعی خلاف ہے، اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا ایاکم والتفحش بدگوئی اور فحش کلامی سے بچو، جو شخص لوگوں کے عیوب کو تلاش کرے گا، چاہے اصلاح کی فکر سے کیوں نہ ہو اس کے دل کو کبھی شفا نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ پریشان ہی رہے گا، بعض لوگوں کا ہاضمہ ایسا خراب ہوتا ہے کہ جب اس کو کسی کا عیب معلوم ہوجائے تو اس کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس کا اظہار نہ کردے، کسی کا عیب کسی کے سامنے بیان کرنا کم ظرفی کی علامت ہے، اگر آپ نے اس پر پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ آپ کے عیوب پر پردہ فرمائیں گے، ہاں! اگر خیر خواہی کے جذبے سے اس کو تنہائی میں سمجھائیں اور اس سے احتراز کی تلقین کریں تو ممکن ہے کہ اس کے اندر اصلاح حال کا جذبہ ابھرے، مگر جب اس کے عیوب کو دوستوں کی مجلسوں اور محفلوں میں ظاہر کریں گے تو اس کے اندر انتقام کا جذبہ پیدا ہوگا اور عزت نفس پر ضرب پڑنے کی وجہ سے ڈھیٹ تک ہوجائے گا۔

اب جو کام پردہ میں کیا کرتا تھا علی الاعلان کرے گا، انہیں حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان طنز وتشنیع اور لعن وطعن نہیں کرتا، بدزبانی اور فحش کلامی نہیں کرتا، ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوجاؤ تو بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے، ان پانچ میں ایک یہ بھی ہے کہ فحش وبدکاری جس قوم میں کھلم کھلا ہوجائے تو ان میں نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوگی، کیا اس وقت انسانیت ان حالات سے نہیں گذر رہی ہے۔

اس لئے ہر شخص کو ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی اور بھلائی کی فکر کرنی چاہئے، شر اور نقصان سے بچنا چاہئے، اگر ہم کسی کو کچھ دے نہیں سکتے ہیں اور کسی کا کچھ بھلا نہیں کرسکتے ہیں، کسی کے کام نہیں آسکتے ہیں تو کم سے کم یہی کرلیں کہ اپنے شر اور برائی سے لوگوں کو بچائے رکھیں، اور کسی کو کوئی نقصان اور تکلیف نہ پہونچائیں، طبرانی کی ایک حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو، اس لئے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا اللہ اس کے عیوب کو تلاش کرے گا اور جس شخص کا عیب اللہ تعالیٰ تلاش کریں گے اس کو اس کے گھر میں رسوا کردیں گے، اس لئے جو شخص صحیح اسلامی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اس کو اس طرح کی غیر اخلاقی حرکتوں سے باز رہنا چاہئے اور دل وزبان کو قابو میں رکھنا چاہئے، بے حیائی وبدگوئی اور فحش باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

سوال کی ذلت سے بچئے

مایزال الرجل یسأل الناس حتی یاتی یوم القیامة لیس فی وجهه مُزْعةُ لحمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ آوے گا قیامت کے روز اس حال میں کہ اس کے چہرے پر گوشت کی بوٹی تک نہ ہوگی۔ (مشکوۃ شریف: ج۱)

مطلب:۔ اسلام گداگری اور بھیک منگی کو قطعاً پسند نہیں کرتا، وہ جہاں روحانی قدروں کو فروغ دینے اور عقائد کی اصلاح پر زور دیتا ہے، وہیں معاشی ترقی کے میدان میں جدوجہد کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے، اس لئے ایسا تندرست وتوانا آدمی جو محنت ومزدوری کرکے کسب معاش کرسکتا ہے، وہ پیشہ وارانہ انداز میں کشکول گدائی لئے دردر مانگتا پھرے، دروازوں پر خدائی واسطہ دے کر دست سوال دراز کرے، یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے، مومن کو دینے والا بننا چاہئے اور سوال کی ذلت سے اپنے کو حتی الامکان بچانا چاہئے، اس لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی ضرورت مند آدمی کا یہ رویہ کہ وہ رسی لے کر جنگل جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر پر لاد کے لائے اور بیچے اور اس طرح اللہ کی توفیق سے وہ سوال کی ذلت سے اپنے کو بچائے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے، پھر خواہ اس کو دیں نہ دیں، انہیں بنیادوں پر مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن سوال کرنے والے کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ سوال کرتے وقت سائل کے چہرے پر ذلت ونکبت کے نقوش نمایاں ہوتے ہیں وہ گڑگڑاتا ہوا اپنی پیشانی کو بل دیتا ہے اور اپنی بدحالی کی عکاسی کرتا ہے، تاکہ دینے والے کے دل نرم پڑجائیں، جو کہ ایک بری عادت ہے۔

ہاں! اگر کسی کو اس کی محتاجی اور مفلوک الحال نے دست سوال پر ہی مجبور کردیا، معذور انسان ہے، مختلف امراض جسمانی میں مبتلا ہے، اور اس کی آمدنی کے ذرائع ووسائل بھی ہر طرف سے معدوم ہوچکے ہیں تو ایسی صورت میں سماج کے اصحاب ثروت کو اپنی حلال کمائی سے ان کی مدد کرنی چاہئے اور انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اسلامی معاشرے میں ہر شخص کے مال ودولت پر دوسرے حاجت مندوں کا بھی حصہ ہے، اس لئے انہیں دینا کار ثواب ہے، بلکہ سماج کے ایسے پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا چاہئے جو خودداری کی بنا پر دست سوال دراز نہیں کرتے، ان کے اندر کا ضمیر بھی اس بات کے لئے آمادہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، آپ خود بڑھ کر ان کی مدد کیجئے، یہ عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے، ہاں جو لوگ محنت ومزدوری کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن اپنے آبائی پیشہ اختیار کرکے اور مال ودولت جمع کرنے کی حرص وطمع میں گداگری کرتے ہیں انہیں نرمی اور سنجیدگی سے اسلام کے نظام معیشت کو اپنانے پر توجہ دلائیے، ہوسکتا ہے کہ آپ کے انداز تخاطب سے دل نرم پڑجائیں اور وہ قوت بازو سے رزق حلال کی تلاش میں لگ جائیں۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

مسجد کی چھت پر امام صاحب کے لئے فیملی حجرہ بنانا

مسجد کمیٹی کی خواہش یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر ایک کنارہ میں امام صاحب کے لئے کمرہ بنادیا جائے جس میں وہ اپنی فیملی کے ساتھ رہائش اختیار کریں شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

مسجد کی چھت مسجد ہی کے حکم میں ہے، کیونکہ مسجد شرعی جہاں قائم ہوتی ہے زمین کی تہہ سے لے کر آسمان تک مسجد کے حکم میں ہوتی ہے اور جس طرح مسجد کے اندر بیت الخلا، باورچی خانہ ورہائشی کمرہ بنانا جائز نہیں ہے، اسی طرح مسجد کی چھت پر بھی بنانا جائز نہیں ہے، نیز جس طرح مسجد کے اندر جنبی، حائضہ ونفسا کا داخل ہونا، وہاں ان کا رہنا صحیح نہیں، اسی طرح مسجد کی چھت پر بھی صحیح نہیں، لہٰذا! صورت مسئولہ میں مسجد شرعی کی چھت پر فیملی حجرہ بنانا اور اس میں فیملی کے ساتھ رہائش اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ وضوخانہ اور بیت الخلا کی چھت پر فیملی حجرہ بنا سکتے ہیں، اور اس میں فیملی کے ساتھ رہ سکتے ہیں شرعاً جائز ودرست ہے۔

(و) کرہ تحریما (الوطء فوقه والبول والتغوط) لانه مسجد الی عنان السماء (الدرالمختار)(قوله لانه مسجد) علة لكراهة ماذكر فوقه، قال الزيلعي: ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه اذا لم يتقدم على الامام، ولايبطل الاعتكاف بالصعود اليه ولا يحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف عليه (ردالمحتار ۴۲۸/۲ مطلب فی احكام المسجد)

مسجد کی چھت پر موبائل ٹاور لگانا

ہمارے محلّہ کی مسجد تین منزلہ ہے جو بہت کشادہ بھی ہے اور آبادی کے اعتبار سے بہت کافی بھی، اس پر مسجد کی تعمیر کا کوئی ارادہ نہیں ہے، ایک موبائل کمپنی اس پر ٹاور لگانا چاہتی ہے جس میں ایک متعینہ مدت تک مسجد کو آمدنی حاصل ہوتی رہے گی، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

''شرعی مسجد'' زمین کی تہہ سے لے کر آسمان تک مسجد کے حکم میں ہوتی ہے، اس میں نیچے یا اوپر کوئی ایسا کام نہیں کرسکتے جو مسجد کے مقاصد اور اس کی عظمت کے خلاف ہو، مسجد کی چھت چونکہ مسجد ہی کے حکم میں ہے اور ٹاور لگانا مسجد کے مقاصد کے خلاف ہے اس لئے مسجد کی چھت پر ٹاور لگانا شرعاً جائز نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط

پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد جانا

ایک شخص جسے کسی بیماری کی وجہ سے پیشاب کے راستہ میں پائپ لگادیا گیا ہے، جس کے ذریعہ اس کا سارا پیشاب ایک تھیلی میں جمع ہوتا ہے، کیا ایسی حالت میں اس کی نماز درست ہوگی؟ اور کیا وہ تھیلی لئے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد جاسکتا ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور چونکہ معذور کے حکم میں ہے، اس لئے وہ اسی حالت میں نماز ادا کرے گا نماز شرعاً صحیح ودرست ہوگی **(وصاحب عذر من به سلس)بول لایمكنه امساكه....ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لايجد فی جميع وقتهازمنايتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث(الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ۵۰۴/۱)** البتہ گھر پر ہی نماز ادا کرے، کیونکہ پیشاب کی تھیلی لئے ہوئے مسجد جانا مسجد کی عظمت وتقدس اور ادب واحترام کے خلاف ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

وکرہ تحریما (الوطء فوقه والبول والتغوط)....(وادخال نجاسة فيه)(الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ۴۲۸/۲ مطلب فی احكام المسجد)

نماز کے بعد جائے نماز کا کنارہ موڑنا

عام طور پر میں نے لوگوں کو اور امام صاحب کو دیکھا ہے کہ وہ نماز سے فراغت کے بعد جائے نماز (مصلّٰی) کا کنارہ موڑ دیتے ہیں اور خیال یہ ہوتا ہے کہ نہ موڑنے پر شیطان اسی جگہ نماز پڑھتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

جائے نماز کو موڑ دینا اس غرض سے کہ گندہ نہ ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اس نظریہ سے اس کے ایک کونے کو موڑ دینا کہ نہ موڑنے پر شیطان نماز پڑھے گا شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔

مسجد میں رکھے ہوئے قرآن کریم کسی کو دینا

مسجد میں قرآن کریم کے بہت سارے نسخے جمع ہوگئے ہیں کیا لوگوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

مسجد میں قرآن کریم کے نسخے اگر بہت زیادہ ہوگئے ہوں تو زائد نسخے بطور ملک کسی کو دینا درست نہیں ہے البتہ دوسری مسجدوں یا مدرسوں میں پڑھنے کی غرض سے دے سکتے ہیں، شرعاً جائز ودرست ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار

ہفتہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو

نئی تعلیمی پالیسی کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ سناتن دھرم اور اسکے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ اس پالیسی کا مرکز ومحور جمہوری نہیں، خالص مذہبی ہے۔البتہ اس میں ہندتوا کے علاوہ کسی اور مذہبی تعلیم کی گنجائش نہیں ہے۔اسی لیے اس پالیسی میں مکاتب، مدارس اور دوسرے مذاہب کی تعلیم کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

پہلے بھی جب یہ تعلیمی پالیسی نہیں آئی تھی۔ اسکولوں میں وندے ماترم کو لازمی کرنے اور مسلم طلباء وطالبات کو وندے ماترم کہنے پر مجبور کرنے کی بات آتی رہی تھی، سرکار کے اس جبریہ پالیسی سے عاجز آکر ایک موقع سے مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سابق صدر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے سرکار پر واضح کر دیا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو ہم اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں سے نکال لیں گے، اس اعلان کی وجہ سے اس وقت حکومت اس ارادے سے باز آگئی تھی، اس وقت کی حکومت بہت ساری خرابیوں کے باوجود گونگی بہری نہیں تھی، اس لئے بات بن گئی تھی۔

لیکن ان دنوں ہم جس حکومت میں جی رہے ہیں وہ گونگی سے زیادہ بہری ہے۔اس نے اپنی پالیسیوں کے خلاف اٹھنے والی ہر احتجاجی آواز سے اپنے کان بند کر رکھے ہیں اسلیے تعلیمی پالیسیوں کے خلاف بھی جو تبصرے آرہے ہیں اس سے اسکی صحت متاثر نہیں ہو رہی ہے۔اگر اس پالیسی کو بدلا نہیں گیا تو دوسرے تمام مذاہب کی تعلیم، تہذیب وثقافت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ان اثرات سے بچنے کی واحد شکل یہ ہے کہ ہم بڑے پیمانے پر ہر سطح پر اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں۔ بنیادی دینی تعلیم کے لیے مکاتب کے قیام اور عصری تعلیم کے فروغ کے لیے کوچنگ کے نظام سے ان مقاصد کے حصول میں پیش رفت ہوسکتی ہے۔ان تعلیمی اداروں کے ساتھ اردو زبان کے تحفظ کے لئے بھی عملی اقدام کی ضرورت ہے۔کیونکہ اردو صرف ایک زبان نہیں مکمل تہذیب ہے، ہمارا بڑا علمی سرمایہ اسی زبان میں ہے۔اس لئے اس زبان کی حفاظت کا نظم پورے تہذیبی ورثہ کی حفاظت کے مترادف ہے خدشہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ان اداروں کو سرکار تعلیمی ادارہ ماننے سے انکار کر دے۔جیسا ماضی میں ہو چکا ہے اور امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی غیر معمولی جدوجہد کے بعد ان اداروں کو تعلیمی اداروں کے طور پر منظوری مل پائی تھی۔

اس خدشہ کے باوجود ہمیں بڑے پیمانے پر خود کفیل نظام تعلیم کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے ان کاموں پر پوری توجہ مرکوز کرنے کے لیے یکم فروری سے سات فروری تک ہفتہ فروغ تعلیم اور تحفظ اردو منانے کا فیصلہ کیا ہے۔پہلے مرحلے میں ضلعی سطح پر پروگرام کا انعقاد کیا جارہا ہے جس میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے بھی ذمہ داروں کی شرکت ہوگی۔اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے سماج کے ہر طبقہ کو آگے آنا چاہیے خوب یاد رکھیے۔عقلمند وہ ہے جو سیلاب بلاخیز آنے کے قبل کشتی نہیں کشتیاں، تیار رکھے۔

سعودی عرب میں مغربی کلچر کا فروغ

سعودی عرب کے شاہ محمد بن سلمان جب سے ولی عہد ہوئے اس وقت سے سعودی عرب میں بڑی تیزی کے ساتھ قدامت پسند سعودی پالیسیوں میں تبدیلی آنی شروع ہوگئی ہے، ان کا سیاسی نظریہ سعودی فرمانرواؤں سے بہت مختلف ہے، اگر کوئی ان کے نظریے اور پالیسی کے خلاف لب کشائی کرتا ہے تو انہیں وہ اپنا حریف مانتے ہوئے راستے سے ہی ہٹا دیتا ہے، ماضی میں درجنوں شہزادوں کو نظر بند کر دیا، سابق وزراء اور دانشوروں کو گرفتار کروایا اور اس کے بعد وسیع پیمانے پر اپنے موڈرن کلچر کی نشر واشاعت شروع کر دی، عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دیدی، بند سینما ہال کھلوادیے، فیشن اور گلوکاری کی تربیت کے سنٹر بنوائے اور جہاں پہلے سے یہ سنٹر بنے ہوئے تھے ان کے لئے باضابطہ طور پر لائسنس جاری کر دیے، اور ہدایت دی کہ مشترکہ طور پر مرد وعورت کو میوزک، تھیٹر اور آرٹ کی تربیت دی جائے جن مذہبی شخصیات نے ان کی ان پالیسیوں کے خلاف حق گوئی کی، انہیں پس زنداں دھکیل دیا گیا، ان پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات عائد کئے گئے، مسجد حرام کے امام وخطیب شیخ صالح آل طالب کو بھی حق گوئی کی سزا بھگتنی پڑی، جید عالم دین شیخ عائض القرنی کو ایک ٹویٹ کرنے پر لاپتہ کر دیا گیا، شیخ عبدالعزیز الطریقی، شیخ سلیمان العلوان، شیخ ابراہیم السکر ان سمیت چار ہزار سے زیادہ علماء، مبلغین ودعاۃ آل سعود کی جیلوں میں بند ہیں، ان گرفتار شدہ علماء میں بہت سے ضعیف العمر وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے خون جگر سے سعودی عرب کی آبیاری کی، اپنی جوانی مملکت کی توسیع اور عوام کی اصلاح ورہنمائی میں گذار دی، آج وہ قید وبند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں، یہ وہ جرأت منداور مرد مجاہد علماء ہیں جنہوں نے سعودی عرب میں مغربی کلچر کو فروغ دینے پر تنقید کی اور کٹھ پتلی کی طرح امریکہ اور امریکہ کے احکامات کی پیروی کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا۔دوسرے مرحلہ میں ائمہ مساجد کو نشانہ بنایا گیا، جو ائمہ وخطباء حکومت کی پالیسیوں پر نقد وجرح کرتے تھے، انہیں جبری طور پر ملازمتوں سے سبکدوش کر دیا گیا، کیونکہ سعودی حکومت مساجد ومنبر محراب کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتی آرہی ہے، جو ان پر عمل درآمد نہیں کرتے ہیں وہ سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں، جب سے سعودی حکومت نے اخوان المسلمین پر پابندی عائد کی ہے، اب جو خطباء خطبہ جمعہ میں اخوان کے خلاف بولنے میں سستی برتتے ہیں ایسے خطباء عتاب کے شکار ہو رہے ہیں، یہیں تک بس نہیں ہے، بلکہ سعودی عرب کا عدالتی نظام بھی حکومت کے نظریے کے تحت چلتا ہے، حالیہ دنوں میں وہاں کی سپریم جوڈیشیل کونسل کے دو ججوں کو ڈاڑھی منڈوانے کی ممانعت کے فیصلہ کے نتیجہ میں معطل کر دیا گیا، جب بیرونی اعتدال پسند حکمرانوں نے اس کارروائی کی تنقید کی تو کہا گیا کہ ہم مملکت کی عدلیہ کے معاملے میں کسی کی مداخلت قبول نہیں کریں گے۔وہاں کی حکومت کی آزاد خیالی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ سعودی عرب کے نصاب تعلیم میں عرب اسرائیل دوستانہ تعلقات کے نئے باب کا اضافہ کر دیا گیا، گویا نئی نسل کو اسرائیلیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے، اسی طرح نصاب تعلیم میں خواتین کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنانے اور مخلوط معاشرہ کی تشکیل نو کرنے والا مواد فراہم کرایا گیا۔تعلیم وتہذیب کے ذریعہ موڈرن کلچر کو فروغ دینے کی کوشش ہو رہی ہے، اس بدلتے ہوئے اسلام مخالف نظریے نے دنیا کے مسلمانوں کو ذہنی کرب میں مبتلا کر دیا ہے، کسی دوسرے ممالک میں ایسا ہوتا تو پردہ ڈالنے یا کنارہ کشی اختیار کرنے کے اسباب موجود تھے، لیکن سعودی عرب کے خطہ سے مسلمانوں کا عقیدتمندانہ رشتہ وتعلق قائم ہے، اس مرکز اسلام سے شعائر اسلام کی توہین ہو تو فطری طور پر نہ صرف مسلمانوں کو ٹھیس پہونچے گا، بلکہ اس کے منفی اثرات ایسے غیر اسلامی ممالک میں بھی پڑیں گے، جہاں مسلم آبادی معتد بہ تعداد میں رہتی ہے، وہاں کی حکومت سعودی عرب کو مثال میں پیش کرے گی جس سے مسلمانوں کی ذلت ورسوائی ہوگی، توقع ہے کہ سعودی حکومت دنیا کے مسلمانوں کے درد کو محسوس کرے گی اور غیر شرعی اقدامات سے گریز کرے گی۔

کورونا ویکسین سوالات کے گھیرے میں

بھارت بائیوٹیک اور سیرم انسٹی ٹیوٹ ٹیکہ کمپنیوں نے لانبے عرصہ کی ذہنی ورزش کے بعد کوویڈ ویکسین نامی ٹیکہ ایجاد کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے، لوگوں کے انتظار کی گھڑی ختم ہوگئی، حکومت کی منظوری کے بعد ۱۶ر جنوری سے ملک میں ٹیکہ کاری کی مہم کا آغاز بھی ہوگیا ہے، اب تک ملک کی مختلف ریاستوں میں تین لاکھ سے زیادہ لوگوں کو ویکسین دیدی گئی، مگر اخباری اطلاعات کے مطابق اس کے استعمال کے بعد جو منفی اثرات ظاہر ہو رہے ہیں اس سے عوام میں تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی ہے، نئی دہلی میں ویکسین کی پہلی خوراک کے بعد ۴۷ر افراد بخار میں مبتلا ہوگئے، کلکتہ کی ایک نرس بیہوش ہوگئی، ۱۸ر جنوری کے روزنامہ اردو اخبار انقلاب کی رپورٹوں کے مطابق جب دہلی ایمس کے ایک سیکوریٹی گارڈ کو ٹیکہ لگایا گیا تو اس کے جسم میں درد شروع ہوگیا، چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، آنا فانا ماہرین کا ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا کہ طبی جانچ کے ذریعہ انفکشن کا پتہ لگائے، آخر میں کچھ عہدیداروں نے بتایا کہ ویکسین مہم میں کچھ تکنیکی دشواری پیدا ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے ویکسین لینے کے بعد اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی، اس طریقہ عمل سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ویکسین کو پورے طور پر آزمائشی مرحلوں سے نہیں گذارا گیا، اس کے استعمال میں جلد بازی سے کام لیا جارہا ہے، غالباً انہیں وجوہات کی بنا پر سائنس دانوں اور چند ڈاکٹروں نے اس کی جلد منظوری پر سوال اٹھائے ہیں اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ بھاگلپور کے جواہر لال نہرو میڈیکل کالج کے ۸ر ڈاکٹروں میں سات نے ویکسین لینے سے ہی صاف انکار کر دیا، اب بھلا بتایئے کہ اگر ڈاکٹر ہی ویکسین لینے سے پرہیز کریں گے تو شہر کے عام لوگوں کو ویکسین پر کیسے اعتماد ویقین ہوگا، اگر یہ ویکسین اتنی محفوظ اور قابل اعتماد ہے تو پھر حکومت کے اعلیٰ عہدیداران وذمہ داران اس سے کیوں بچ رہے ہیں، میری نظر سے ایسی کوئی خبر نہیں گذری کہ ملک کے کسی وزیر کو ویکسین کے ڈوز دیئے گئے ہوں، البتہ اس غلط فہمی کے درمیان دوا ساز کمپنی نے ویکسین کے تعلق سے کچھ ترجیحات طے کی ہیں، جوان اور صحت مند افراد کو ویکسین دی جائے، عمر رسیدہ اور بیمار لوگوں کو ویکسین نہیں لگوانا چاہیے، مگر یہ بھی طرفہ تماشا ہی ہے کہ ایک طرف کورونا وائرس سے بچے اور عمر دراز لوگ زیادہ متاثر ہو رہے ہیں اور دوسری طرف انہیں ہی پرہیز کرنے کی بھی تلقین ہو رہی ہے، خبروں کے مطابق ویکسین کی یہ صورتحال دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی ہے، اسرائیل میں کورونا ویکسین لگانے کے بعد ۹۶ر افراد بری طرح متاثر ہوگئے، اب یہ سمجھ سے پرے ہے کہ ایک بیماری سے بچنے کے لئے تحفظاتی اقدامات کے بعد دوسری بیماریوں میں مبتلا ہونا ہر ایک کے لئے شک وشبہ ظاہر کرتا ہے، ان حالات میں عالمی ادارہ صحت کو چاہئے کہ وہ ویکسین کے مثبت ومنفی اثرات پر سنجیدہ غور وفکر کر کے رہنمائی کرے، تاکہ عوام کا شک وشبہ دور ہو سکے، بھارت کی ٹیکہ کمپنی کی محنت وجفاکشی کے اعتراف کے ساتھ اس کو اس کی بھی صراحت ووضاحت کرنی چاہئے کہ کیا اس ویکسین میں حرام جانوروں کے اجزا شامل کئے گئے ہیں، جن سے مذہبی لوگوں کا روحانی تقدس پامال ہونے کا اندیشہ ہو، بہرحال اس موذی مرض کے علاج کے لئے ہمارے ملک میں ویکسین کا دستیاب ہونا باعث اطمینان بخش ہے، لیکن خطرات اور اندیشوں کے تدارک کے لئے حکومتی سطح سے اقدامات کی ضرورت ابھی باقی ہے۔

دستور زباں بندی

جمہوریت کے چوتھے ستون ذرائع ابلاغ (میڈیا) پر شب خون مارنے کی کہانی پرانی ہو چلی ہے، ڈاکٹر بشیر بدر نے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے، بہت پہلے کہا تھا۔

بڑے شوق سے مرا گھر جلا کوئی آنچ تجھ پہ نہ آئے گی　　یہ زباں کس نے خرید لی یہ قلم کس کا غلام ہے

یہ سلسلہ اس قدر دراز ہوا، اخبار اور نیوز چینلز کے مالکان اس تیزی سے بکنے لگے کہ انکی پہچان گودی میڈیا کے طور پر ہونے لگی، مالکان بک گئے تو وہاں کے صحافیوں کو وہی کچھ لکھنا ضروری ہوگیا، جو مالکان چاہتے تھے، صورت حال اس قدر بگڑ گئی کہ اقبال اشہر کو کہنا پڑا۔

وہ جو خواب تھے میرے ذہن میں نہ میں کہہ سکا نہ میں لکھ سکا
کہ زباں ملی تو کٹی ہوئی کہ قلم ملا تو بکا ہوا

ایسے میں صرف سوشل میڈیا پر اپنے غیر بکے ہوئے قلم سے کچھ لکھنا ممکن ہوا کرتا تھا، نہ ایڈیٹر کا ڈر اور نہ ہی مالکان کا کوئی خوف، بات کھل کر کہی سنی جارہی تھی اور بہت سے وہ مسائل جو گودی میڈیا مصلحت کی وجہ سے لوگوں تک نہیں پہنچاتا، سوشل میڈیا اس کو طشت از بام کر کے رکھ دیتا تھا، اس اظہارِ رائے کی آزادی کا شکار سب سے زیادہ حکمراں طبقہ ہوا کرتا چنانچہ سب سے پہلے اتر پردیش کی یوگی حکومت نے اس پر پابندی لگائی اور حکمرانوں کے خلاف تبصرہ کو ملک دشمنی اور غداری قرار دے کر داروگیر کا سلسلہ شروع کیا، معاملہ عدالت پہونچا اور عدالت نے فیصلہ سنایا کہ حکومت کے خلاف بولنا، تنقید کرنا جرم نہیں ہے۔

ہونا یہ چاہیے تھا کہ اقتدار پر قابض لوگ عدالت کے اس فیصلے کا احترام کرتے اور کوئی ایسا سرکولر نہ جاری کرتے جو عدالت کی منشا کے خلاف ہوتا؛ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوسکا، عدالت کے فیصلے نظیر ہونے کے باوجود بہار سرکار نے ایک ایسا سرکلر جاری کیا ہے جس کی رو سے وزیراعلی، وزراء، سرکاری افسران کے خلاف سوشل میڈیا پر لکھنا سائبر کرائم کے تحت آئے گا اور لکھنے والا قابل مؤاخذہ ہوگا۔حکومت کے اس فیصلے سے نیر حسنین خان نے متعلقہ دفاتر کو مطلع بھی کر دیا ہے، اب عوام کے پاس اپنے اعتراضات عام کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا اور افسران کو من مانی کرنے کا پورا موقع ہاتھ آگیا، ظاہر ہے جمہوری اقتدار کے لیے یہ فال نیک نہیں ہے اور اب عوام کو یہ حق ہے کہ وہ فیض کی زبان میں کہے

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں　　یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

یادوں کے چراغ----- شمس الرحمن فاروقی

لفظوں کا گھر بناتے بناتے دنیا سے رخصت ہو گئے

تنویر احمد

شمس الرحمٰن فاروقی کا نام سنتے ہی اردو ادب کی اس شخصیت کا چہرہ سامنے آ جاتا ہے، جوتن تنہا 'لفظوں کا گھر' بنانے کی طرف رواں دواں تھے۔لیکن اب یہ چہرہ صرف خیالوں، کتابوں یا ویڈیوز میں ہی نظر آئے گا۔2020 نے جاتے جاتے اردو کی ایک ایسی عظیم ہستی کو اپنی آغوش میں لے لیا، جس کا بدل ملنا محال ہے، جمعہ کی صبح تھی تقریباً ساڑھے گیارہ بج رہے تھے مشہور معروف مصنف اور ناقد شمس الرحمٰن فاروقی نے دنیائے فانی کو الوداع کہا اور اپنے پیچھے کچھ ایسے کام چھوڑ گئے جو شاید اب نامکمل ہی رہ جائیں گے، کورونا کے اس دور میں جب سبھی کی زندگی ٹھہر سی گئی تھی۔

85 سالہ شمس الرحمٰن فاروقی ادب کی خدمت میں جی جان سے جٹے ہوئے تھے۔اس کا تذکرہ انھوں نے ایک مضمون میں کیا تھا جو ماہ اپریل میں ہندی نیوز پورٹل 'امراجالا ڈاٹ کام' پر شائع ہوا تھا۔عنوان تھا 'بنا رہا ہوں شبدوں کا گھر'۔مضمون میں انھوں نے واضح لفظوں میں لکھا تھا کہ ''لوگوں کو لگتا ہے کہ لاک ڈاؤن کے دوران بہت زیادہ وقت مل گیا ہے؛ لیکن میری معمولات زندگی اور مصروفیت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی ہے، عمر کا تقاضہ ہے، بہت زیادہ چل پھر نہیں سکتا، اس لیے کہیں آنے جانے کی بات نہیں ہے، گھر میں ہی ہوں۔ ویسے بھی میری بہت گھومنے پھرنے کی عادت نہیں ہے، لکھنے پڑھنے میں اب بھی زیادہ وقت گزر رہا ہے، ہاں! زیادہ ہو جاتا ہے، تو زیادہ آرام کر لیتا ہوں، بس۔''

اس مضمون میں شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے دیرینہ کام 'اردو سے اردو ڈکشنری' کا تذکرہ کیا تھا جس کا اردو داں طبقہ بے صبری سے منتظر تھا، انھوں نے لکھا تھا:

''اردو سے اردو کی ایک ایسی ڈکشنری تیار کر رہا ہوں، جس میں شاعری اور داستانوں میں شامل تمام پرانے الگ طرح کے الفاظ شامل ہیں، فی الحال پندرہویں صدی کے بعد سے لے کر اب تک کے تقریباً گیارہ ہزار ایسے الفاظ جمع ہوئے ہیں جن کے آسان معنی تلاشنے ہیں، ہاں، اس کام کی رفتار ذرا دھیمی ہے، اگر روزانہ 15-10 لفظ بھی مل گئے تو بڑی بات ہے، اس میں شمالی ہند کے زیادہ تر الفاظ ہیں، جنوب میں رائج لفظ کچھ کم ہی ہیں۔''

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اب اس 'لفظوں کے گھر' میں کوئی نئی روشنی داخل نہیں ہوگی۔ پدم شری شمس الرحمٰن فاروقی نے جس ڈکشنری کو تیار کرنے کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ آگے بڑھایا تھا، اس پر اب فل اسٹاپ لگ گیا، اس کام کو اب کوئی دوسرا ہی آگے بڑھا سکتا ہے؛ لیکن اس میں شمس الرحمٰن فاروقی والی تپش کہاں ہوگی! سچ ہے کہ کچھ لوگ دنیا میں آتے ہیں، زندگی گزارتے ہیں، اور پھر چلے جاتے ہیں، چند ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا جانا عرصہ دراز تک مغموم رکھتا ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی کا شمار ان چند لوگوں میں ہی ہوتا ہے، ادب کے اس خادم کی گوناگوں خوبیوں کو چند سطروں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

شمس الرحمان فاروقی کی پیدائش 30 ستمبر 1935 کو یوپی کے مردم خیز ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی تھی، شمس الرحمان فاروقی نے اعلیٰ تعلیم کے لئے الٰہ آباد یونیورسٹی کا رخ کیا، انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے انگریزی ادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد شمس الرحمان سول سروسیز کے امتحانات میں شامل ہوئے۔ انہوں نے یوپی ایس سی میں کامیابی حاصل کی اور انڈین پوسٹل سروس کا انتخاب کیا۔شمس الرحمان فاروقی یو پی کے چیف پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدہ سے سبک دوش ہوئے۔

انہوں نے تمام تر مصروفیات کے باوجود تین درجن سے زائد کتابیں تصنیف کیں اور سینکڑوں مقالے اور مضامین لکھے۔

شمس الرحمان فاروقی ترقی اردو بیورو جو بعد میں قومی اردو کونسل کے نام سے معروف ہوا، اس کے ڈائرکٹر بھی رہے۔لیکن شمس الرحمان فاروقی کو شہرت ان کی اردو خدمات کی وجہ سے ملی۔ فاروقی نے ملازمت میں رہتے ہوئے بھی اردو زبان و ادب کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ میر تقی میر پر ان کی شہرۂ آفاق کتاب شعر شور انگیز چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ تفہیم غالب، تعبیر کی شرح، انداز گفتگو کیا ہے، اردو کا ابتدائی زمانہ، درس بلاغت، اردو غزل، اشارات و نفی، تنقیدی افکار، خورشید کا سامان سفر، کئی چاند تھے سر آسماں، لغات روزہ مرہ اور تضمین اللغات شمس الرحمان فاروقی کی مشہور ترین تخلیقات میں شامل ہیں۔

ان کے افسانوں کا مجموعہ سوار اور ان کا ضخیم ناول کئی چاند تھے سر آسمان کا ترجمہ دنیا کی کئی اہم زبانوں میں ہو چکا ہے۔

شمس الرحمان فاروقی کو ان کی زندگی میں جو شہرت اور مقبولیت ملی وہ بہت کم اردو ادیبوں کو نصیب ہوئی ہے، حکومت ہند کی جانب سے ان کو پدم شری کا اعزاز ملا، اس کے علاوہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ان کی گراں قدر خدمات کے لئے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا، شمس الرحمان فاروقی کو ملک کا سب سے بڑا ادبی اعزاز سرسوتی سمان، ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ، مختلف اردو اکیڈمیوں کی طرف سے ایوارڈس نوازگیا۔

اردو دنیا میں شمس الرحمان فاروقی کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ادبی حلقوں میں فاروقی کا مطلب ہی شمس الرحمان فاروقی ہوتا ہے۔ شمس الرحمان فاروقی کے گذر جانے سے اردو دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کی بھرپائی اب بہت مشکل ہے۔

پدم شری ایوارڈ، سرسوتی ایوارڈ اور ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ یافتہ شمس الرحمٰن فاروقی کا جانا یقیناً دنیائے ادب اور خصوصاً اردو کے لیے خسارۂ عظیم ہے، اس وقت اردو ماتم کناں ہے، تعزیت کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے؛ لیکن اچھی بات یہ ہے کہ 'کئی چاند تھے سر آسماں'، 'افسانے کی حمایت میں'، 'شعر، غیر شعر اور نثر'، 'گنج شوختہ'، 'شعر شور انگیز' اور 'جدیدیت کل اور آج' سمیت متعدد ایسے آفتاب و ماہتاب وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں جو اردو اور اردو داں طبقہ کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

پیارے نبی کی پیاری باتیں (معاملات)

مولانا مفتی محمد آصف اقبال قاسمی ساکن کٹھری، ساٹھی ضلع مغربی چمپارن، امام و خطیب مسجد زکریا کالونی سعد پورہ، مظفر پور کی کتاب ''پیارے نبی کی پیاری باتیں'' حصہ سوم کا موضوع ''معاملات ہے، معاملات اصطلاح شرع میں ان امور کو کہتے ہیں جن کا تعلق بظاہر امور دنیا سے ہوتا ہے، جیسے بیع و شراء، اجارہ مختلف قسم کے حقوق وغیرہ، اسلام میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس زمانہ میں بڑے اصحاب علم، امام عبداللہ بن المبارک، امام احمد بن حنبلؒ اور بہت سارے محدثین جن کی تعداد ایک درجن سے کم نہیں ہے ''الزہد'' پر کتابیں تصنیف فرما رہے تھے، اور انسان کے اندر قرب خداوندی، تزکیۂ نفس کی اہمیت و ضرورت اجاگر کر رہے تھے، اسی دور میں امام محمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ''زہد'' پر کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی، امام محمدؒ بن الحسن شیبانی نے فرمایا کہ میں کتاب الکسب، کتاب البیوع اور فقہ المعاملات پر کتابیں لکھ چکا ہوں، جو کتاب الزہد کے تمام تقاضوں کو پورا کرے گی، امام غزالیؒ نے امام محمدؒ کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کسی گوشے میں بیٹھ کر استغنا اور زہد کی بات کرنا آسان ہے، لیکن بازار میں جہاں خرید و فروخت کے وقت دھوکہ دہی، کم تولنے، گھٹیا سودا دے کر اچھے سامان کی قیمت لینے کے بڑے مواقع ہوتے ہیں، جو شخص ان امور سے بچتا ہے اور اللہ کو حاضر و ناظر جان کر اپنے کو اس فائدے سے محروم رکھتا ہے، گویا وہ یہ سارا کچھ اللہ کے خوف سے کرتا ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہی زہد و ورع ہے۔

مولانا مفتی محمد آصف اقبال قاسمی کو معاملات کی اس اہمیت کا احساس ہے، اسی لیے انہوں نے اسکولی طلبہ و طالبات کے لیے جو حدیث کا مجموعہ مرتب کیا ہے اس میں ایک حصہ کو معاملات سے متعلق احادیث کے لیے خاص کر دیا ہے، تا کہ دوران طالب علمی ہی سے طلبہ و طالبات معاملات کے باب میں حساس اور شریعت کے مطابق اس کی انجام دہی کے لیے تیار رہیں، اس اعتبار سے اس کتاب کا اسکول، کنونٹ کے نصاب میں خصوصیت کے ساتھ شامل کرنا انتہائی مفید ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ معاملات کی درستگی دنیاوی اعتبار سے مفید اور اُخروی اعتبار سے نجات کا ذریعہ ہے، مفتی صاحب نے اس حصہ میں چالیس احادیث کو جمع کیا ہے، جن کتابوں سے حدیث اخذ کیا ہے اس کا حوالہ لکھ دیا ہے، اردو ترجمہ کے ساتھ انگریزی ترجمہ کی شمولیت سے اس کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے، مفتی صاحب نے ان احادیث کی تشریح بھی کر دی ہے، جو مختصر سادہ اور سلیس زبان میں ہے، جس کا یاد کرنا طلبہ کے لیے آسان ہوگا۔اس کتاب کی طباعت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ چالیس احادیث کے یاد کرنے، اس کو پھیلانے کا ثواب بھی حضرت مفتی صاحب کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے گا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس سلسلے کو قبول فرمائے اور اس کا نفع عام و تام فرمائے۔آمین یا رب العالمین و صلی اللہ علی النبی الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

تذکرہ الشیخ محمد یونس

زیر تبصرہ کتاب میں محدث العصر حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے احوال و کوائف ان کی علمی شخصیت اور احادیث پر گہری بصیرت کے مختلف گوشوں پر مولانا مفتی محمد کوثر علی سبحانی مظاہری استاذ جامعہ مظاہر علوم قدیم سہارنپور نے عمدہ کلام کیا ہے، گویا انہوں نے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔۱۲۰ر صفحات پر مشتمل اس کتاب پر تین اکابر علماء حضرت مولانا پیر طلحہ صاحب، حضرت مولانا محمد سعیدی اور مولانا عبدالرشید صاحب کے تحسینی کلمات بھی ہیں جن سے اس کی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، مؤلف کتاب نے حضرت شیخ کے علمی و درسی خصوصیات و صفات تحریر کرنے کے بعد اس موضوع پر مستقل کتاب لکھنے کا بھی اشارہ کیا ہے، انہوں نے لکھا کہ حضرت شیخ کی شخصیت ایسی مجمع الکمالات اور جامع علم و عرفان تھی کہ جس کی زندگی کا ہر لمحہ کسی نہ کسی علمی و عملی اور روحانی رنگ میں رنگا ہوا ہے، جن کے ہر عضو، ہر رواں سے شریعت و سنت ٹپکتی ہے، ظاہر ہے کہ اس مختصر رسالہ میں ولادت سے وفات تک کے سارے حالات جمع نہیں ہو سکتے، اس لئے اکابر علماء نے اس کے بعد مفصل سوانح لکھنے کو مشورہ دیا جس پر عمل کرنا ہمارے لئے سعادت ہے۔

یہ کتاب جامعۃ الفلاح دار العلوم الاسلامیہ ایس ڈی او کورٹ فاربس گنج اررریہ سے طبع ہوئی ہے، خواہش مند حضرات مذکورہ پتہ پر رابطہ کریں۔

مولانا رضوان احمد ندوی

حرف حرف سوچیے : لفظ لفظ بولیئے

مفتی محمد ارشد فاروقی

اسلام نے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی مسائل کے حل کے لیے ٹھوس بنیادیں اور مضبوط رہنما اصول بنائے ہیں، جن سے زندگی کو منضبط اور انسانی باہمی تعلقات کو ٹوٹنے بکھرنے سے بچایا جا سکتا ہے۔

ان نمایاں زریں بنیادوں میں اعضاء و جوارح کی اہمیت وحکمت کے بارے میں رہنمائی و ہدایت شامل ہے اور یہ ذہن نشیں کرنا ہے کہ اگر انسان نے اعضاء و جوارح کا استعمال ایسے مقامات و مواقع میں کیا جو اللہ کی ناراضگی کے سبب ہیں تو یہ اعضاء خود انسان کے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے اور اس وقت انسان اپنے اعضاء کو کوسے گا کہ تم ہمارے خلاف گواہی دے رہے ہو؟ (لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا) ہاتھ پیر بول اٹھیں گے (اَنطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي اَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ) جس نے ہر چیز کو گویائی دی اس نے ہمیں گویائی دی۔

اللہ تعالی نے انسان کو ایسے وسائل بخشے ہیں جن کا استعمال وہ اعضاء و جوارح کے ذریعے کرتا ہے، اس لحاظ سے اعضاء و جوارح کا استعمال دو دھاری تلوار کے مانند ہے، یہ اعضاء و جوارح اس وقت بدی و بربادی کا ذریعہ بن جاتے ہیں، جب انہیں گناہ و برائی کے لئے بے لگام چھوڑ دیا جائے ،قرآن کریم میں ہے (وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا) (بنی سرائیل ۳۶) کان آنکھ دل سب ہی سے پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالی نے بتایا ہے کہ انسان کے ہر عضو کے بارے میں پوچھ ہوگی، ارشاد ہے "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" (۱۸) یہ آیت انسان کو خود کا نگراں بنا کر پیش کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ آدمی اپنی ہر حرکت پر نظر رکھے اور ہلاکت کے کنویں میں گرنے سے بچائے کہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اللہ کے مقرر کردہ فرشتے نوٹ کرتے ہیں۔

زبان کی حفاظت کے بارے میں وہ خاتون قابل رشک ہیں جنہوں نے پوری زندگی صرف قرآنی آیات کے ذریعے بات کی اور زبان کی ہر آفت سے بچی رہیں، گویا ان کے حواس پر اس آیت کریمہ کی حقیقت حاوی ہوگئی کہ جو لفظ زبان سے نکلتا ہے وہ خدائی نظام کے تحت ریکارڈ کرلیا جاتا ہے، اس آیت نے اس خاتون کی زندگی کو نیا رخ دیا پھر انہوں نے اپنی گفتگو کا محور قرآن بنالیا اور جو لفظ بھی ان کے منہ سے نکلتا تو قرآنی لفظ ہوتا اور زبان کو قرآنی الفاظ تک محدود کر دیا اور ان کا جواب مسائل کے سوال کے بقدر ہوتا۔

یہ آیت کریمہ انسان کے ہاتھ میں ترازو تھما دیتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو کو تولے اور بولنے سے پہلے بول کے نتائج و عواقب پر غور کرے، اس لیے ہر انسان اپنی زبان کی حفاظت تمام جرم و گناہ سے کرے، مولانا سعود الحسن ندوی نے لکھا ہے کہ:

جو شخص بے لگام زبان کا مالک اور بے تحاشا بولنے کا عادی ہوتا ہے، زبان پر جس کو قابو نہیں ہوتا، نتیجہ کی پرواہ کئے بغیر جو چاہا بول بیٹھا تو اکثر اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ دوسروں کی دل آزاری کا باعث ہوتے ہیں، وہ بولتا رہتا ہے اور اس کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اس کے دھاردار الفاظ کتنے دلوں کو زخمی کر رہے ہیں، حالانکہ تیر و تلوار کے زخم تو بھر سکتے ہیں؛ لیکن زبان کے زخم تازندگی نہیں بھرتے ، کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بھری مجلس میں بلا رعایت ٹوکتے ہیں اور اس کو اظہار حق سے تعبیر کرتے ہیں، نیز یہ کہتے ہیں کہ میں تو حق کہتا ہوں خواہ کسی کو برا لگے یا بھلا؟ ان کا یہ رویہ اور عادت سراسر نبوی طریقہ کے خلاف ہے، آپ کا معمول مبارک یہ تھا کہ اگر کسی بات پر ناراض ہوتے تو یوں فرماتے مابال اقوام (لوگوں کو کیا ہوگیا ہے) یعنی ایسے الفاظ سے تنبیہ فرماتے کہ سمجھنے والا سمجھ جاتا، اور ایک ہم ہیں کہ خوشی ہو یا ناراضگی اظہار حق میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ ذرا پرواہ نہیں کرتے۔

زبان کی حفاظت نہ کرنا، زیادہ اور بے موقع بولنا ایسی صفات ہیں جو انسان کے جھوٹ، غیبت، لعنت و ملامت، عیب جوئی، چغلی، افتراء پردازی، فحش گوئی، بدکلامی اور نہ جانے کیسی کیسی بری عادتوں کو جنم دیتی ہیں اور وہ ان عادتوں کی بناء پر لوگوں کی نگاہ میں ناپسندیدہ قرار پاتا ہے، لوگ اس سے دوری اختیار کرنے لگتے ہیں۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ بات کرے تو اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے"۔ (بخاری و مسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ بیہودہ کلام وغیرہ معتبر گفتگو کے مقابلے میں خاموش رہنا اور درست گوئی واظہار حق علامت ایمان ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کا ایمان اللہ اور قیامت پر ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کرے یا چپ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا جو تعارف کر دیا اس کا اسلوب بیان غایت درجہ بلیغانہ اور شخصیت مسلم کا بھرپور معاشرتی انفرادی تعارف ہے، جو اسلام کے نشر و اشاعت میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے اور سب سے پہلے سب سے بڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کردار کے اعلی نمونہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیہودہ گفتگو فرماتے ، نہ گالی دیتے، نہ لعنت ملامت کرتے ، نہ بدگوئی کرتے ، بلکہ آپ کی دعوت حکیمانہ ہوتی ، دشمن کے ساتھ برتاؤ کریمانہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ دعوت اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر ہوتا "اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (نحل ۱۲۵) اپنے رب کے راستے کی دعوت اچھے وعظ اور حکمت آمیز طریقے سے دیجئے اور مباحثے کے وقت بھی اچھا اسلوب اپنائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے مسلمان محفوظ ہوں (بخاری و مسلم) دوسری جگہ مسلمان کی جگہ لوگ محفوظ ہوں فرمایا اور یہ پر حکمت بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمائی ہے کہ بہترین مسلمان کون ہے؟

یہ حقیقت ہے کہ زبان و ہاتھ دونوں ہی سے ایذا پہونچتی ہے، جب کہ بسا اوقات زبان سے ہاتھ کے مقابلے میں زیادہ تکلیف پہنچتی ہے، کیونکہ کہ تیر و تفنگ اور ہاتھ کا دیا ہوا زخم بند جلدی ہو جاتا ہے؛ لیکن زبان کا زخم مہینوں اور سالوں میں بھی نہیں بھرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا اور بسیار کلامی اور سطحی امور سے گریز کی تعلیم دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ بات کرتے کرتے کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جو اسے جہنم تک پہنچا دیتی ہے، چاہے وہ مشرق و مغرب کی دوری کے برابر جہنم سے دور رہا ہو (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں محفوظ رہنے کا ذریعہ زبان کی حفاظت کو قرار دیا ہے، حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور! نجات کا راستہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنی زبان کو قابو میں رکھیے، گھر میں کشادگی رکھیے، گناہوں پر روییے (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں، ہر مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق و کردار کی پیروی کرنی چاہئے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا" (احزاب ۲۱) بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، جو اللہ سے ملنے اور آخرت آنے پر یقین رکھتا ہوا اور اللہ کو خوب یاد کرتا ہو۔

خاموشی، نفس کشی اور صبر کا شمار حکمت و دانائی میں ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ اللہ نے لقمان حکیم کو خاموشی کی اچھی عادت کی وجہ سے حکمت سے نوازا۔

عمران بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت لقمان ایک غلام تھے، وہ لوگوں میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص آکر کہنے لگا کہ آپ تو وہی ہے نا جو بکریاں چرایا کرتے تھے، لقمان نے کہا بے شک وہی ہوں! تو اس شخص نے پوچھا پھر آپ اس بلند مرتبہ تک کیسے پہنچے؟ لقمان نے بتایا سچ بولنے، لغو ولایعنی باتوں سے گریز کرنے اور خاموشی نے مجھے یہاں تک پہنچایا۔

لقمان کو جو حکمت ملی وہ خاموشی کے نتیجے میں ملی اور ایسی کامل حکمت ملی جو ضرب المثل بن گئی، حکمت کے حصول میں خاموشی کا یہ نمایاں مقام ہے۔

وہب ابن ورد کہتے ہیں کہ حکمت کے دس حصے ہیں نو حصے خاموشی میں ہیں تو دسواں حصہ خلوت نشینی میں پنہاں ہے، مثل مشہور ہے کہ بسیار گو کی خطائیں زیادہ ہوگی اور ورع و تقوی کی کمی ہوگی۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کچھ لوگوں کو سفیہ و بیوقوف بتایا "سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا" (بقرہ)

(کچھ بے وقوف لوگ کہیں گے کہ ان کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس کی طرف وہ رخ کرتے تھے) کیوں کہ ان لوگوں نے لایعنی چیزوں میں دلچسپی لی اس لیے انہیں سفاہت کے خطاب سے نوازا گیا۔

حکماء اور سلف نے خاموشی و سکوت کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس اعلی صفت سے وہی متصف ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی میں سکوت و خاموشی اختیار کرنے کو اہمیت دے۔

جو شخص سکوت کا التزام کرتا ہے تو اسے لوگوں میں وقار اور رعب حاصل ہو جاتا ہے اور شرافت کے تاج سے نوازا جاتا ہے۔

ایک آدمی سے پوچھا گیا کہ احنف تمہارے سردار کیسے بن گئے؟ جبکہ زیادہ امیر کبیر بھی نہیں تو جواب دیا گیا کہ احنف کو زبان پر پورا کنٹرول حاصل ہے۔

حکماء کہتے ہیں کہ جس نے بھلائی کے علاوہ بات کی وہ لغو کا شکار ہوا اور جس نے عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا اس سے چوک ہوئی اور جو غور و فکر کے بغیر خاموش رہا تو بے کار ہو گیا، کہا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے میزان عمل کو دیکھ لیں تو اپنی زبان پر مہر لگالیں۔

جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو وہ دیر تک خاموش رہے، جب وجہ معلوم کی گئی تو انہوں نے بتایا بولنے ہی کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں پہنچا۔

امام شافعیؒ نے اپنے شاگرد ربیع کو نصیحت کی "اے ربیع! بے ضرورت گفتگو نہ کرو کیونکہ جب کوئی جملہ تمہاری زبان سے نکل جاتا ہے تو اس جملے کے بارے میں تم بے اختیار ہو جاتے ہو اور اس جملے کی کارروائی تمہارے بارے میں شروع ہو جاتی ہے"۔

کہا جاتا ہے کہ زبان کی مثال درندے جیسی ہے اگر باندھ کر نہ رکھا جائے تو حملہ کر دے اور نقصان پہنچا دے۔

ایک عربی شعر کا ترجمہ ہے "اپنی زبان کی حفاظت کر، اے انسان کہیں وہ تمہیں ڈس نہ لے کہ اژدھا ہے، زبان کے ڈسے قبروں میں ایسے پڑے ہیں جن سے ملنے میں بہادر بھی لرزتے تھے"۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب عقل پختہ ہو جاتی ہے تو انسان کم گو ہو جاتا ہے"۔

روزنامہ "المدینہ" ایڈیٹر ابراہیم سر سبق مصری نے دیوبند صد سالہ اجلاس کے موقع پر کہا کہ مجھے سننا بولنے سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ تعالی نے زبان ایک اور کان دو بنائے جس میں یہ پیغام ہے کہ سنو زیادہ بولو کم، بولنے سے پہلے سوچنا انسان کو ڈھیر ساری آفتوں سے بچاتا ہے، بولنے سے پہلے سوچنا حکمت و دانائی ہے، درست سچ اور حق گوئی کی صفت اللہ کو اتنی پسند ہے کہ اس کے نتیجے میں اعمال درست فرما دیتا ہے اور گناہ بخش دیتا ہے۔

حکایات اہل دل

ابو ریحان ندوی

تاریخ وسیر کی کتابوں میں خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین اور اولیاء اللہ کے بے شمار ایمان افروز واقعات مذکور ہیں، جن کے مطالعہ سے جہاں ایمان ویقین میں نئی تازگی پیدا ہوتی ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عزائم کتنے بلند تھے، ان کی نگاہ کتنی دور بیں، ان کا قلب کتنا وسیع اور فراخ تھا، یقین مانئے کہ بے اختیار دل کہہ اٹھتا ہے کہ ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی، درس عبرت کے لئے، یہاں ایسے چند اہل دل کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں تا کہ ان واقعات کے پڑھنے کے بعد ہم آپ بھی لذت وحلاوت محسوس کریں اور کچھ کر گذرنے کے جذبے کو پروان چڑھائیں۔

حق کو خونی رشتہ پر فوقیت

مدینہ منورہ کی ایک شام تھی، چند صحابہ کرامؓ آپس میں بیٹھے جنگ بدر کے واقعات دہرا دہرا کر لطف اندوز ہو رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تشریف فرما تھے، بدر کی جنگ میں بیٹا کفار کی جانب سے لڑا تھا، عبدالرحمٰن بولا ''ابا! کئی دفعہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے، مگر میں گھوڑے کی باگ موڑ لیتا اور دوسری طرف چلا جاتا'' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جوش میں آکر فرمایا:
''بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو واللہ میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا، ہم حق پر تھے، تم باطل پر تھے اور حق کو خونی رشتہ پر فوقیت ہے''۔

نیکی میں سبقت

حضرت عمر فاروقؓ اس تلاش میں رہا کرتے تھے کہ کوئی محتاج ہو تو اس کی خدمت کریں، چنانچہ ایک اندھی بڑھیا نظر آئی، انہوں نے اس کی دیکھ بھال شروع کر دی، ایک بار حضرت عمرؓ اس بڑھیا کی خدمت کرنے گئے تو معلوم ہوا کہ کوئی اور شخص یہ خدمت سرانجام دے گیا، عمرؓ حیران ہوئے اور سوچتے رہے یہ شخص کون ہو سکتا ہے، حضرت عمرؓ کو اس بارے میں بہت تشویش رہی، وہ دوسری رات معمول کے وقت سے پہلے چلے آئے مگر پھر معلوم ہوا کہ وہ شخص بڑھیا کی خدمت کر کے چلا گیا ہے۔ حضرت عمر ایک رات بہت جلد آئے تو دیکھا کہ یہ پراسرار شخص خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، خدا کا شکر ادا کیا کہ صرف خلیفہ ہی ان سے سبقت لے گئے کوئی اور نہ تھا۔

باغ وقف کر دیا

ایک دن حضرت امام حسنؓ کھجوروں کے ایک باغ سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک حبشی غلام پر پڑی، جو ایک کونہ میں بیٹھا روٹی کھا رہا تھا، پاس ہی ایک کتا بیٹھا تھا، غلام ایک لقمہ روٹی کا خود کھاتا اور ایک کتے کے سامنے پھینک دیتا، امام کو یہ منظر دیکھ کر تعجب ہوا، وہ غلام کے قریب آئے اور کہا: ''کتا پاس بیٹھا ہے، اسے بھگا کیوں نہیں دیتے''
غلام نے کہا: ''مجھے شرم آتی ہے کہ خود روٹی کھاؤں اور اسے مار بھگاؤں'' غلام کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر اور بھی تعجب ہوئے اور پوچھا: تمہارے مالک کا کیا نام ہے؟'' غلام نے اپنے آقا کا نام بتایا، امام نے کہا: ''ابھی یہاں ٹھہرو'' آپ فوراً غلام کے مالک کے پاس گئے اور اس سے غلام اور باغ دونوں خرید لئے، واپس آکر غلام سے مخاطب ہوئے: ''بھائی! میں نے تمہیں اور اس باغ کو تمہارے مالک سے خرید لیا ہے، میں تمہیں آزاد کرتا ہوں اور یہ باغ بھی تمہارے حوالے کرتا ہوں'' غلام اس بات پر حیران تھا اور اسے یقین نہیں آتا تھا کہ کیسے آناً فاناً اس کی قسمت میں انقلاب آ گیا، وہ اٹھا، امام کا شکریہ ادا کیا اور یوں گویا ہوا: ''حضرت میں اس باغ کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں کہ اس نے مجھے آزادی جیسی نعمت بخش دی''۔

آپس میں محبت کرنے والے مسلمان

یرموک کی جنگ میں رومیوں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی، اور مسلمان فوج صرف چالیس ہزار، رومی فوج نے مسلمان فوج کے دائیں بازو پر حملہ کر دیا جس کی کمان جرنیل سلمیٰ کے ہاتھ میں تھی، سلمیٰ نے بڑی بہادری سے حملہ کیا مگر وہ شدید طور پر زخمی ہوئے، اچانک ان کا گھوڑا بغیر سوار کے بھاگتے ہوئے دیکھا گیا، حذیفہ تلاش کو بھاگے، دیکھا سلمیٰ زخموں سے چور چور ہو چکا ہے اور زیادہ خون بہہ جانے کے سبب بہت کمزور ہو چکا ہے، سلمیٰ نے بمشکل لب ہلائے اور جنگ کی کیفیت دریافت کی، حذیفہ نے کہا: ''رومیوں میں ابتری پھیل رہی ہے، مسلمانوں نے کامیابی سے مقابلہ کیا ہے''
سلمیٰ کے زرد چہرے پر ایک لمحہ کے لئے خوشی کی چمک پھیلی، اس نے بڑی مشکل سے سر اٹھایا اور بولا: ''بہادرو! آگے بڑھو، کاش میرے کان مرنے سے پہلے خوشی کی خبر سن لیتے''
سلمیٰ کی ہمت جواب دے رہی تھی، نحیف آواز میں پانی طلب کیا، حذیفہ پانی کا ایک پیالہ لائے، اس نے پانی کو منہ لگایا ہی تھا کہ برابر سے آواز آئی پانی''، سلمیٰ نے منہ سے پانی ہٹا لیا اور حذیفہ سے کہا: ''یہ پیالہ اسے دے دو'' یہ ہشام تھا، ہشام نے پانی منہ کو لگایا ہی تھا کہ ایک آواز آئی پانی! ہشام نے پانی نہ پیا، حذیفہ کو واپس دے کر کہا: ''پانی اس کے پاس لے جاؤ'' حذیفہ پانی لے کر اس کے پاس پہنچے مگر وہ ختم ہو چکا تھا، واپس لوٹ کر ہشام کے پاس آئے تو وہ بھی خدا کو پیارا ہو چکا، حذیفہ شدت غم سے نڈھال ہو گئے، وہ سلمیٰ کی جانب بھاگے، مگر ان کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی، یہ تھے آپس میں محبت کرنے والے مسلمان۔

رعایا کا حق آزادی

شمالی افریقہ کے فاتح حضرت عمرو بن العاص کو حضرت عمرؓ نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا، اس ملک کو ایک عرصہ تک رومیوں نے پاؤں تلے روندا تھا اور ایک مدت کے بعد ان کو مسلمانوں کے تحت ایک منصفانہ اور پر امن حکومت میسر آئی تھی۔
عمرو بن العاصؓ کا ایک بیٹا تھا جو بازاروں میں اس شان سے سواری پر جاتا جیسے وائسرائے کا بیٹا ہونے کی داد چاہتا ہے، اس لڑکے نے ایک مصری کو زدوکوب کیا، مصری بیچارہ مارے خوف کے چپ رہا۔
اس مصری کو مدینہ جانے کا اتفاق ہو گیا، وہاں اس نے حضرت عمرؓ کے انصاف اور دادرسی کے واقعات سنے، جرأت کر کے خلیفہ کے روبرو پیش ہو گیا اور گورنر کے بیٹے کے خلاف شکایت کر دی، ملزم کو فوراً مدینہ طلب کیا گیا، وہ حاضر ہوا، خلیفہ نے تحقیقات کی، جرم ثابت ہو گیا، خلیفہ نے شکایت کنندہ کو حکم دیا کہ وہ مجرم کو اتنا زدوکوب کرے جتنا اس نے اس کو کیا تھا، اس نے تعمیل کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''رعایا حکام کی غلام نہیں ہے وہ اسی طرح آزاد ہے جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے''۔

بے ادبی کی، نیچے گر گیا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک عظیم المرتبت بزرگ تھے، ایک مرتبہ کوئی شخص آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوا، کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر ایک شخص پڑا ہے جس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں، آنکھیں باہر کو نکل آئی ہیں اور منہ سے جھاگ بہہ رہی ہے، وہ شیخ کی خدمت میں پہنچا اور دروازے پر پڑے ہوئے شخص کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی، حضرت شیخ عبدالقادر گیلانیؒ نے فرمایا: ''خاموش رہو، اس نے بے ادبی کی ہے'' وہ شخص بڑا حیران ہوا، اور ڈرتے ڈرتے پوچھا ''یا شیخ'' آخر اس سے کونسی ایسی بے ادبی کی حرکت سرزد ہوئی ہے، شیخ نے فرمایا: ''یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے، اولیاء اللہ کو بعض اوقات قوت پرواز بھی عطا کر دی جاتی ہے، چنانچہ یہ اس کے بل پر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اڑا جا رہا تھا، جب وہ تینوں اس خانقاہ کے اوپر پہنچے تو اس کا ایک ساتھی اڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا، اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا، اس کا دوسرا ساتھی بھی اڑتا ہوا خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا، اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے گزرنا چاہا، لہٰذا نیچے گر گیا''۔

نماز میں ادھر ادھر بھٹکتے رہے

حضرت خواجہ حسن افغانیؒ صاحب ولایت بزرگ تھے، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ تم ہماری بارگاہ میں کیا لے کر آئے ہو تو میرا جواب ہوگا کہ میں حسن افغانی کو لایا ہوں۔
ایک مرتبہ یہی حسن ایک گلی میں جا رہے تھے، نماز کا وقت ہو گیا، ایک مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے، امام کی اقتداء میں نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب لوگ چلے گئے تو خواجہ امام کے قریب گئے اور اس سے کہا ''جب تم نے نماز شروع کی تو میں تمہارے پیچھے صف میں تھا، تم نماز کے دوران یہاں سے دہلی گئے وہاں سے غلام خریدے، وہاں سے واپس آئے اور ان غلاموں کو خراسان لے گئے، وہاں سے تم ملتان لوٹے اور پھر اس مسجد میں آ گئے، میں تمہارے پیچھے مارا مارا پھرتا رہا، آخر یہ کیا نماز ہے؟''۔

سب کچھ تم نے لے لیا

ایک دفعہ شیخ شہاب الدین سہروردی سفر حج سے واپس آئے، اہل بغداد حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں نقدی اور جنس کی صورت میں بیش قیمت نذرانے پیش کئے، اسی دوران ایک بوڑھی عورت آئی، اس نے اپنی پرانی چادر کی گرہ کھولی اور اس میں سے ایک درہم نکال کر آپ کے سامنے رکھا، شیخ شہاب الدین نے وہ درہم لے کر تمام تحفوں اور نذرانوں کے اوپر رکھ دیا، اور وہاں پر موجود لوگوں سے فرمایا کہ تم ان تحفوں اور نذرانوں میں سے جو بھی چیز چاہو لے لو، چنانچہ ہر شخص اٹھا اور اس نے اپنی پسند کے مطابق نقدی اور سامان لے لیا، شیخ جلال الدین تبریزی اٹھے اور آپ نے وہ درہم اٹھا لیا جو بڑھیا لے کر آئی تھی، شیخ شہاب الدین نے جب یہ دیکھا تو شیخ جلال الدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب کچھ تو تم نے لے لیا۔

ایمانداری کا پھل

ایک مرتبہ خواجہ خیر نستاج شہر سے باہر نکلے، بادشاہ کے چوکیدار نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ تم میرے غلام ہو، خواجہ نستاج نے کچھ نہ کہا اور اس کی یہ بات مان لی، وہ ایک عرصہ تک اس شخص کے پاس رہے، اس شخص کا ایک باغ تھا وہ اس کی باغبانی کرتے تھے، ایک مدت کے بعد وہ شخص اپنے باغ میں آیا اور اس نے خواجہ نستاج سے کہا ایک میٹھا انار توڑ کر لاؤ، خواجہ نستاج نے ایک انار توڑ کر اسے دیا، اس نے چکھا تو وہ ترش تھا، کہنے لگا میں نے تو تمہیں میٹھا انار کے لئے کہا تھا، نستاج پھر دوسرا انار لائے اور اسے دیا وہ بھی ترش نکلا، اس پر باغ کے مالک نے کہا میں تم کو میٹھا انار لانے کو کہہ رہا ہوں اور تم برابر ترش انار لا رہے ہو، خواجہ خیر نستاج نے کہا میں کیا جانوں میٹھا انار کونسا ہے اور ترش انار کونسا؟ باغ کا مالک بولا ایک مدت سے تم اس باغ کی نگہبانی کر رہے اور تم نہیں جانتے کہ میٹھا انار کون سا ہے اور ترش انار کونسا؟ خواجہ نستاجؒ نے کہا کہ تم نے مجھے اس باغ کی باغبانی کرنے کے لئے کہا ہے، میں تو اس اس کام میں ہوں، میں نے تیرے انار چکھے ہیں، نہ کھائے ہیں کہ اس میں ترش کونسا ہے اور میٹھا کونسا؟ باغ کے مالک کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے انہیں آزاد کر دیا۔

مسلمانوں کا شاندار ماضی اور افسوس ناک حال

ڈاکٹر عبیدالرحمٰن

ساتویں صدی سے چودھویں صدی تک عربوں اور دوسرے مسلمانوں نے سائنسی علوم کو فروغ دیا اور ان پر بہت ترقیاں کیں، اس بات کا معترف انتہائی متعصب مغرب پرست بھی ہے کہ اسلام کی تہذیبوں نے مغرب کو ترقی کی راہیں دکھائیں اور نظری وعملی فکر کی وہ بنیادیں فراہم کیں، جن پر مغرب نے ترقی کی اپنی عمارت قائم کی، مگر اسلام کی تہذیبوں میں سائنس کا زوال سولہویں صدی سے شروع ہوگیا، آج مسلمان تعلیم اور تحقیقی اعتبار سے دنیا کی پسماندہ ترین جماعتوں میں سے ہے، ہم اگر حصول علم، کمال اور زوال کے ادوار پر نظر ڈالیں تو بہت سی باتیں صاف ہوتی جائیں گی۔

عام طور پر سائنس کو مذہب یا اسلام مخالف سمجھا جانے لگا، حالانکہ یہ محض ہماری کوتاہیوں اور کتاب اللہ سے دوری کا کھلا ثبوت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سائنس مذہب کی ضد نہیں، بلکہ خدا کے ادراک کا ایک مستحکم ذریعہ ہے، محقق اور دانشور موریس بوکائے نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب بائبل، قرآن اور سائنس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں مقدس بائبل سے کہیں زیادہ سائنسی دلچسپی کے مضامین زیر بحث آئے ہیں، اور کوئی بیان بھی ایسا نہیں ہے جو سائنسی نقطۂ نظر سے متصادم ہوتا ہو، یہ وہ بنیادی حقیقت ہے جو ہمارے جائزہ لینے سے ابھر کر سامنے آئی ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ۲۳؍سال کی مدت میں اہل عرب کی کتاب وسنت کی روشنی میں تعلیم وتربیت فرمائی اور یہ اصول دیا کہ ترقی پسند اور پیش قدم قوم عالمی علم وفضل کی وارث ہوتی ہے اور آگے بڑھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ تقریباً آٹھ سو سال تک اسلامی تہذیب وتمدن نے علم وفضل، سائنس اور ٹکنالوجی اور فنون لطیفہ کے میدان میں مشرق ومغرب کے لاتعداد خطوں کو روشنی عطا کی، شہر قرطبہ میں اگر ۳۸۰۰؍مساجد، لاکھوں مکانات، ہزاروں محلات اور سیکڑوں ہوٹل تھے تو بے شمار لائبریریاں بھی موجود تھیں، یہ بغداد کا ہمسر تھا اور اہل یورپ اسے زیور عالم کہتے تھے۔ نواں حکمراں حکیم ثانی (۹۶۱ء تا ۹۷۶ء) ابن عبدالرحمٰن علم وادب اور سائنس کا بڑا رسیا تھا۔ اس کی شاہی لائبریری کی کیٹلاگ ۴۴؍جلدوں پر مشتمل تھی اور اس میں چار لاکھ کتابیں تھیں، دوسرا شہر غرناطہ اسکولوں اور کالجوں کا شہر کہا جاتا تھا، یہاں ۷۰؍پبلک لائبریریاں، ۱۷؍کالج اور ۲۰۰؍پرائمری اسکول تھے۔

سن ایک ہزار عیسوی تک مسلم اسپین کی آبادی سارے عیسائی یورپ سے تعلیم اور خوشحالی میں زیادہ تھی، دو لاکھ سے دس لاکھ آبادی کے ایک درجن شہر تھے اور ان میں سے کئی ایسے تھے جو پورے عالم عیسائیت کو خرید سکتے تھے، عرب سائنس نے شہروں کو صاف ستھرا بنا دیا تھا اور ادویات وجراحی کو بے مثال ترقی عطا کی تھی، مشہور انگلستانی سائنس داں روجر بیکن کی تصانیف میں ہر لفظ سے عرب سائنس کی بو آتی ہے۔

منصور عباسی کا شہر بغداد پورے مشرق کا گویا زیور تھا، یہ فنکاروں، سائنس دانوں اور انجینئروں کا ایک اہم مرکز تھا، بغداد کا نقشہ ایرانی ماہر فلکیات نوبخت نے تیار کیا تھا، مامون الرشید کے دور میں حنین ابن اسحاق (۸۰۹ء تا ۹۵۰ء)، جابر بن حیان (۷۳۷ء تا ۸۱۷ء)، ابن الہیثم (۹۶۵ء تا ۱۰۳۹ء)، البیرونی (۹۳۷ء تا ۱۰۴۸ء)، المسعودی (وفات ۹۵۷ء)، عمر خیام (وفات ۱۱۲۳ء)، نصیرالدین طوسی (وفات ۱۲۷۴ء) اور ابن خلدون (۱۳۳۴ء تا ۱۴۰۶ء) وغیرہ نے سائنس اور ٹکنالوجی میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ان حوالوں سے عرض یہ کرنا ہے کہ مسلمان علم وفضل اور عقل وشعور کے میدان میں اٹھے اور آگے ہی بڑھتے رہے۔

سائنس کا مشہور مؤرخ سارٹن کہتا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک ساری دنیا کے علوم میں جو اضافے ہوئے وہ عربوں اور مسلمانوں کی بدولت ہی ہوئے۔ بارہویں صدی سے زوال شروع ہونے لگا اور سولہویں صدی تک یہ زوال پوری طرح نمایاں ہوگیا، تب سے لے کر آج تک ہم اسی زوال کی تصویر بنے ہوئے ہیں، اس زوال کے اسباب پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ زوال دراصل مسلمانوں کے اندر سے ہی شروع ہوا، وہ جہاں سے روٹھے تو تعقل اور تفکر سے دور ہوئے، عزم ورزم سے گئے تو قدرت نے بھی اپنی ہمدردیاں اور فیاضیاں دوسروں کو منتقل کردیں۔

عنایتوں کے بند در کھلیں تو ہم پہ کس طرح
سہولتوں کے ہم امیں ریاضتوں سے دور ہیں

مسلمانوں نے، اپنے ہی روشن دماغوں کو ملک بدر کیا اور باہمی فرقہ بندی کے شکار ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کہیں کے نہ رہے، نہ صحیح مذہب تک رسائی ہوسکی، اور نہ ہی سائنس تک، جب اہل فہم ودانش کو نشانہ بنایا گیا اور عقل وفکر، تجربہ ومشاہدہ پر قفل ڈالنے کی کوششیں تیز ہوگئیں تو صلاحیتیں غلط راہ پر جاپڑیں، خود پر سے اعتبار اٹھ گیا اور نظریں جوارض وسماء، شمس وقمر، بحر وبر، نباتات وحیوانات یا انسان کے مطالعہ ومشاہدہ پر ٹکی رہتی تھیں وہ شکوک وشبہات، حقارت ونفرت، کٹر پن، کینہ وکدورت، فرقہ پرستی، کردارکشی اور آدم بیزاری سے ہوتے ہوئے خود بیزاری تک جاپہونچیں، اگر انہیں مذہب کی صحیح تعلیم دی جاتی اور خالق کے بجائے مخلوق کو موضوع جستجو بنایا جاتا، عصری تقاضوں کا خیال رکھا جاتا تو بہت مثبت نتائج سامنے آتے، مگر افسوس کہ جہالت، بے توجہی، کٹر پن اور شکوک وشبہات کا خوفناک کھیل گزشتہ پانچ چھ سو سالوں سے جاری ہے اور ہم اس کی تقلید میں اپنی رسوائی کا سفر بغیر کسی شرمندگی کے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ایک طرف سائنس کا دور دورہ ہے، عوامی سائنس کی تحریکیں بھی چل رہی ہیں، اور ہر لمحہ نئے تجربات وانکشافات رونما ہورہے ہیں، مگر ہم میں سے زیادہ لوگ ان باتوں سے ناآشنا ہیں، عوامی سائنس کا مقصد ہی یہی ہے کہ لوگ پڑھیں، سمجھیں، تجزیہ کریں، کسی سائنسی ایجاد وتجربہ سے خوفزدہ نہ ہوں، بلکہ ان سے قربت اختیار کریں تا کہ ہمارا خوابیدہ ذہن بیدار ہو اور احساس کمتری دور ہو، پھر ہم بھی خوش حالی سے ہم کنار ہوں گے اور اعتماد وولولے سے بھر جائیں گے۔

فکر کی بات یہ ہے کہ کیا اب ہم صرف اپنے پیشرو علماء اور سائنسدانوں کی مثالیں ہی پیش کرتے رہیں گے اور اسی پر خوش ہولیا کریں گے کہ علوم کی ترویج وترقی میں ماضی ہماری خدمات کی گواہ ہے، عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ آج ہم خود کو بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں، سائنسی رموز ونکات کو سمجھنے، پرکھنے اور ان کو اپنانے کے لیے آگے آئیں تا کہ ہمیں خوش حالی نصیب ہو اور اعتماد کی دولت حاصل ہو۔

سائنس وٹکنالوجی اللہ کی عظمت کے ثبوت پیش کرتے ہیں، چودہ سو سالوں کے تجربات، مشاہدات، تحقیقات اور ایجادات نے کائناتی حوالوں یعنی آسمانوں، زمین، تاریخ انسان، نفس انسان وغیرہ میں سے اکثر کو صحیح ثابت کر دکھایا ہے، اور بقیہ کو سمجھنے کے لیے سفر جاری ہے، لہٰذا سائنسی تحقیق، علمی جستجو اور عقلی کھوج سے پریشانی یا الرجی کم از کم مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی، آج بہت ضرورت ہے کہ ہم سائنسی ذہن پیدا کریں، جو کچھ ہورہا ہے، اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے قرآن کی روشنی میں سائنس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ اس لیے بھی کہ ہم سائنس کے تخریبی پہلو کے لیے اہل یورپ کو الزام دیتے ہیں، مگر کیا ہم نے کبھی سوچا کہ اس کی ذمہ داری ہم پر کس قدر عائد ہوتی ہے، قرآن ہمارے لیے نازل ہوا، حوالے ہمیں دیے گئے، اشارے ہمیں کیے گئے، لہٰذا سائنس کی باگ ڈور تو ہمارے ہاتھ میں ہونی چاہئے تھی۔

ایک بات اور یہ کہ یونانی جیسے اہم طریقۂ علاج کے ماہر طبیب اب اس طریقہ سے علاج کرنے میں شرم محسوس کرنے لگے ہیں، یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ ہمارے بی یو ایم ایس ڈاکٹر عظیم وراثت برباد کررہے ہیں، اور بجائے اپنے اس طریقۂ علاج جس پر انہیں فخر محسوس کرنا چاہئے، اسے چھوڑ کر ایلوپیتھک یعنی انگریزی طریقۂ علاج سے مریض کو کسی طرح بہلا رہے ہیں، یعنی وہ Main Entrance کی جگہ Back door Entry پسند کررہے ہیں، کمال کی بات یہ ہے کہ جس چیز کی باضابطہ ٹریننگ اور پڑھائی نہ کی گئی ہو اس میں کمالات دکھانے کی کوشش ہورہی ہے اور یہ کوشش اپنی تاریخی شناخت اور تہذیبی وراثت کی قیمت چکا کر کی جارہی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو وہ دن دور نہیں جب ہمارا یونانی طریقۂ علاج قصہ پارینہ بن کر رہ جائے گا۔

دراصل ہم نے اپنی علمی دولت یوں ہی برباد کی ہے، یہ مان لینے میں جھجک نہیں ہونی چاہئے کہ جو کام ہمیں کرنا چاہئے تھا وہ یورپی اہل فکر ودانش نے کر دکھایا، اس لیے کہ انہوں نے غور وفکر اور تعقل وتفکر سے کام لیا اور ہم نے سہل پسندی سے، اسی سہل پسندی نے ہم سے ہماری میراث چھین لی، کم از کم بدلتے ہوئے حالات میں عقل کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اپنی گمشدہ میراث کی بازیافت اب ہمارا مقصد بن جانا چاہئے۔

ابن الہیثم: (پیدائش ۹۶۵ء، وفات ۱۰۳۹ء)

آپ کا پورا نام ابوعلی الحسن بن الہیثم ہے، آپ عراق کے تاریخی شہر بصرہ کے رہنے والے تھے، آپ علم طبعیات، ریاضی، علم الھندسہ (انجینئرنگ)، فلکیات اور علم الادویات کے ماہر مسلم سائنسداں تھے۔ انہوں نے آنکھوں اور روشنی سے متعلق تحقیقات کی ہیں، ان کی کتاب ''کتاب المناظر''، علم بصریات (Optics) کی دنیا میں ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے انہیں ''فادر آف ماڈرن آپٹکس'' بھی کہا جاتا ہے۔ طب وسائنس کے مختلف شعبوں میں آپ نے دوسو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور زمانہ کتاب ''کتاب المناظر'' کا یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔ ابن ہیثم نے پہلے فقہ اور قرآن کا علم حاصل کیا، اس کے بعد سائنسی علوم کی طرف متوجہ ہوئے، آپ خود کہتے ہیں کہ قرآن سے ہی انہیں سائنس اور فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب ملی۔ ''میں نے فیصلہ کیا کہ اس چیز کو دریافت کروں کہ یہ کیا ہے، جو ہمیں اللہ سے قریب کرتی ہے، جو اللہ کو زیادہ راضی کرتی ہے اور ہمیں اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لیے ابھارتی ہے۔'' (Steffens B. Ibn al-Haytham: First Scientist. Morgan Reynolds Publishing; Greensboro, NC: 2006)

ان میں سے بہت سے سائنسداں اسلامی علوم مثلاً علم حدیث، تفسیر، فقہ، اصول تفسیر، اصول فقہ وغیرہ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، اور قرآن نے ہی ان کی رہنمائی مناظر قدرت کی تحقیق وجستجو کی جانب کی اور انہیں علم ومعرفت کا راستہ دکھایا۔ کیوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر عقل والوں کو دعوت دی ہے کہ وہ علم حاصل کریں اور اللہ کی تخلیق میں غور وفکر، تدبر اور تحقیق وجستجو کریں تا کہ ان کی رسائی معرفت الٰہی تک ہوسکے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ابن الہیثم نے سائنسی علوم کے حصول سے پہلے قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ کا علم حاصل کیا اور اس میں مہارت پیدا کی، بعد میں انہوں نے سائنسی علوم کی طرف توجہ دی اور ایک ماہر سائنسداں کے طور پر مشہور ہوئے۔ ابن الہیثم کا کہنا ہے کہ سائنسی علوم کے حصول کی ترغیب انہیں قرآن سے ہی ملی۔ سائنسی نظریات کی اصلاح کے ضمن میں ابن الہیثم نے علوم بصریات (Optics) کے میدان میں کئی اہم ابواب کا اضافہ کیا۔ ان کی کتاب ''کتاب المناظر'' جو یورپ میں Book of Optics کے نام سے مشہور ہے، اس کتاب نے یورپ کے اوپر بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔ اسی کتاب سے استفادہ کرکے یورپی سائنسدانوں نے علوم بصریات کے کئی آلات ایجاد کیے مثلاً آئی گلاس، میگنیفائنگ لینس، ٹیلسکوپ، نیز کیمرے کے اندر کئی اصلاحات کیے۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر ابن الہیثم کے یہ نظریات دنیا کو نہ ملتے تو آج سائنسی نظریات انہیں پرانے گھسے پٹے مفروضوں، دیومالائی داستانوں، سفسطائی قیاسوں اور فرسودہ خیالوں پر مبنی ومنحصر ہوا کرتے، گویا کہ تجربات، مشاہدات، حقائق اور ثبوت وشواہد پر مبنی آج کی سائنسی دنیا پر ابن الہیثم کا احسان عظیم ہے جس سے قیامت تک سائنس کی گردن زیر بار رہے گی۔ علم ومعرفت کی جستجو کا یہ سلیقہ ابن الہیثم میں کہاں سے پیدا ہوا اور ان کی فکر کو مثبت مہمیز کیسے لگی اس کے بارے میں وہ خود کہتے ہیں: ''میں نے فیصلہ کیا کہ میں اس چیز کی جستجو کروں جو مجھے خدا سے قریب کرتی ہے، جو خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اور جو ہماری جبین طاعت کو اس کے حکم وارادے کے آگے چاروناچار سرنگوں رکھتی ہے۔ (بحوالہ ''ابن الہیثم؛ اولین سائنسداں'' مصنفہ اسٹیفن بی) گویا کہ رضائے الٰہی کی طلب اور جستجو نے ابن الہیثم کو علم فطرت کی معرفت اور اس کے حقائق وشواہد کی سیر کرادی۔

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

عالمی ادارہ صحت کو کورونا پر جلد قابو پا لینے کی امید

عالمی ادارہ صحت (WHO) نے کہا ہے کہ کورونا سے بچاؤ کیلئے دنیا کے بیشتر ممالک میں ویکسی نیشن کی مہم شروع ہو چکی ہے، ابھی تک غریب ممالک ویکسین سے محروم ہیں، لیکن ہمیں امید ہے کہ ہم اس موذی کورونا وائرس پر جلد قابو پالیں گے، ہمیں آپس میں لڑنے کے بجائے جان لیوا وائرس کے خلاف جنگ لڑنی ہوگی، واضح رہے کہ دنیا بھر میں کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد دس کروڑ آٹھ لاکھ انتالیس ہزار چار سو تیس (10,08,39,430) سے زائد ہوگئی جبکہ اس موذی وائرس سے اموات اکیس لاکھ سرسٹھ ہزار (21,67,000) سے زائد ہو چکی ہیں۔ (یو این آئی)

لبنان میں احتجاج کے دوران گرینیڈ دھماکہ سے ۹ر پولیس اہلکار زخمی

لبنانی وزارت داخلہ کے بیان کے مطابق لبنان کے شہر طرابلس میں حکومت مخالف مظاہرین نے دستی بموں سے پولیس اہلکاروں پر حملہ کردیا، جس میں نو پولیس اہلکار زخمی ہوگئے۔ تمام زخمی پولیس اہلکار اعلیٰ عہدے دار ہیں، ان میں سے ایک کی حالت تشویشناک بتائی جارہی ہے۔ واضح ہو کہ لبنان کے شہر طرابلس میں لوگ کئی دنوں سے لگاتار حکومت کے خلاف مظاہرہ کررہے ہیں، مظاہرین کورونا وبا اور بہتر سہولیات کے پیش نظر نافذ کرفیو کے خاتمے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ (یو این آئی)

نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے مساجد حملے میں خفیہ محکمہ کی ناکامی پر معافی مانگی

نیوزی لینڈ کی مساجد پر حملے کی ۸۰۰ر صفحات پر مشتمل تفتیشی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حملہ آور نے کئی چیزیں یوٹیوب سے سیکھیں، جب کہ ملک میں اسلامی انتہا پسندی پر تو نظر رکھی گئی، لیکن انٹلیجنس اداروں نے دائیں بازو کی انتہا پسندی کو نظر انداز کردیا، عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق مارچ ۲۰۱۹ء کو نیوزی لینڈ کی دو مساجد پر دہشت گردانہ حملے کے نتیجے میں ۵۱ر نمازیوں کی شہادت کے واقعہ سے متعلق تفتیشی رپورٹ رائل کمیشن نے دسمبر ۲۰۲۰ء میں جاری کی ہے، رپورٹ میں انٹلیجنس کی کوتاہی کو تسلیم کیا گیا ہے اور دہشت گرد کے یوٹیوب سے متاثر ہونے کی تصدیق کی گئی ہے، جب کہ اسلحہ جاری کرنے کے نظام کے نقائص کی بھی نشاندہی کی گئی ہے، رپورٹ میں اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ انٹلیجنس اداروں نے اسلامی شدت پسندی پر تو کافی توجہ دی، مگر دائیں بازو کی انتہا پسندی پر دھیان نہ دیا، جس کی وجہ سے حملے کی پیشگی اطلاع نہیں مل سکی، انٹلیجنس کی اس ناکامی پر وزیر اعظم جسینڈا آرڈن نے ملک کی عوام سے معافی مانگی ہے، رپورٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ دہشت گرد ٹیرینٹ نے کئی چیزیں یوٹیوب پر ویڈیو دیکھ کر سیکھیں، جس پر وزیر اعظم جیسنڈا آرڈن نے یوٹیوب انتظامیہ سے بات کرنے کا عندیہ بھی دیا ہے، نیوزی لینڈ میں اسلحہ خریدنے کے لیے دو مقامی افراد کی ضمانت درکار ہوتی ہے، جس کے لیے دہشت گرد ٹیرینٹ نے ویڈیو گیم کھیلنے والے ساتھی اور اس کے والد کو استعمال کیا، اسلحہ لائسنس دیتے وقت صرف ۲ر سفارشیوں کی بات پر اعتبار کرنے کے بجائے اس پر بھی غور کیا جانا چاہئے کہ یہ دونوں درخواست گزار کو کس حد تک جانتے ہوں گے۔ رپورٹ میں ایک ایسی خفیہ سیکورٹی ایجنسی کے قیام کی سفارش کی گئی ہے، جو مذہب، زبان، قوم اور رنگ کی بنیاد پر نفرت پھیلانے والوں پر نظر رکھے۔ (بحوالہ روزنامہ انقلاب ۹ر دسمبر ۲۰۲۰ء)

امریکہ میں دہشت گردی کا خطرہ، ہائی الرٹ جاری

امریکہ میں حالیہ صدارتی انتخاب کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکاری حلقوں کی جانب سے ممکنہ داخلی دہشت گردی کا الرٹ جاری کیا گیا ہے، امریکہ کے محکمۂ داخلہ کے جاری کردہ الرٹ میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ برس نومبر میں ہونے والے انتخابات کے نتائج کو مسترد کرنے والے افراد اور گروہوں کی جانب سے دہشت گردی یا تشدد کی کارروائی ہوسکتی ہے۔ یاد رہے کہ محکمہ داخلہ کی جانب سے ۶ر جنوری کو کیپیٹل ہل پر صدر ٹرمپ کے حامیوں کا حملہ ہونے کے بعد اس حوالے سے پہلے بھی خبردار کیا جاتا رہا ہے، اس واقعے میں ۵ر افراد کی جان گئی تھی، جب کہ اس حملے کے بعد صدر بائیڈن کی تقریب حلف برداری میں غیر معمولی سیکورٹی کے انتظامات کیے گئے تھے، تقریب کی سیکورٹی کے لیے امریکی دارالحکومت میں مکمل کرفیو بھی نافذ کرنا پڑا تھا اور بیس ہزار سے زائد فوجی تعینات کیے گئے۔ (نیوز ایکسپریس)

اسرائیل کی ایران پر حملہ کی تیاری

اسرائیلی فوج کے سربراہ کا کہنا ہے کہ یہودی مملکت نے ایران کے خلاف اپنی کارروائیوں کے لیے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ تہران کے ساتھ ۲۰۱۵ء کے جوہری معاہدے میں امریکہ کی واپسی واشنگٹن کی "غلطی" ہوگی۔ اسرائیلی فوج کے سربراہ کا یہ بیان امریکی صدر جو بائیڈن کے لیے بظاہر یہ اشارہ ہے کہ وہ ایران کے ساتھ کسی بھی طرح کے سفارتی روابط شروع کرنے میں احتیاط سے کام لیں، امریکی پالیسی سازی کے بارے میں اسرائیل کے کسی فوجی سربراہ کی جانب سے اس طرح کے بیانات شاذونادر ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

واضح ہو کہ سابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایران کے ساتھ ۲۰۱۵ء کے جوہری معاہدے کو منسوخ کردیا تھا اور تہران پر متعدد اقتصادی پابندیاں عائد کردی تھیں، اسرائیل نے ۲۰۱۸ء میں ٹرمپ انتظامیہ کے معاہدے سے دستبرداری کے فیصلے کا خیر مقدم کیا تھا، حال ہی میں نو منتخب امریکی صدر جو بائیڈن نے ایران کے ساتھ جوہری معاہدے کو بحال کرنے کا اشارہ دیا تھا؛ لیکن اسرائیل نے اس کی شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس معاہدے میں ایران کو جوہری ہتھیار تیار کرنے سے روکنے کے لیے خاطر خواہ حفاظتی اقدامات شامل نہیں ہیں۔

دوسری طرف ایران کے صدر حسن روحانی کے چیف آف اسٹاف محمود واعظی نے اسرائیل کی طرف سے حملے کی دھمکی کے جواب میں کہا ہے کہ یہ نفسیات کی جنگ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اسرائیل کے پاس نہ تو حملے کا کوئی منصوبہ ہے اور نہ ہی صلاحیت موجود ہے۔ (ڈوئچے ویلے اور نیوز ایکسپریس کے حوالہ سے)

۲۶ر جنوری کو کسانوں کی ٹریکٹر ریلی کے دوران تشدد

نئے زرعی قانون کے خلاف دو مہینے سے جاری کسان تنظیموں کی تحریک کو کمزور کرنے کے لیے کچھ شر پسندوں نے لال قلعہ کے فصیل میں سکھوں کا مذہبی علم لہرا دیا، جس کی پورے ملک میں چوطرفہ مذمت ہو رہی ہے، کسان تنظیموں نے اسے تحریک کو بدنام کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ۲۶ر جنوری کو کسانوں کی ٹریکٹر ریلی کے دوران دہلی میں تشدد برپا ہو گیا اور کئی جگہوں پر پولیس اور کسان آپس میں متصادم نظر آئے، ایک کسان کی ہلاکت بھی واقع ہوئی، متعدد کسان اور پولیس اہل کار بھی اس دوران زخمی ہوئے۔ (ایجنسی)

مہاراشٹر، پنجاب اور منی پور میں ۲۷ر جنوری سے دوبارہ کھلیں گے اسکول

مہاراشٹر، پنجاب اور منی پور سمیت مختلف ہندوستانی ریاستوں میں ۲۷ر جنوری سے اسکول دوبارہ کھولے جائیں گے، دہلی، راجستھان، مغربی بنگال، کرناٹک، بہار، اڈیشہ، آسام، جھارکھنڈ، میزورم اور کیرالہ سمیت متعدد ریاستیں پہلے ہی اسکولوں کو دوبارہ کھول چکی ہیں۔ ابھی بھی بہت سی ریاستیں ہیں جنھوں نے اسکولوں کو دوبارہ کھولنے کا منصوبہ نہیں بنایا ہے۔ (ایجنسی)

کیا اس سال ملے گی نوکری، بڑھے گی تنخواہ؟

ایک سروے رپورٹ کے مطابق اس سال ملک کی 53 فیصد کمپنیاں نئے لوگوں کو نوکریاں دینے جارہی ہیں، پہلے سے کام کررہے ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اس سال خاطر خواہ اضافہ ہونے کا امکان ہے، سروے کے مطابق 43 فیصدی کمپنیاں ایک ماہ کا بونس دینے کا منصوبہ بنارہی ہیں۔ رپورٹ کے نتیجے 12 ایشیا پیسفک بازاروں میں کئے گئے سروے سے لئے گئے ہیں۔ کورونا بحران کے سبب 2020 کے دوران نئی نوکریوں میں گراوٹ آئی تھی۔ اب ملازمین کی مانگ میں اچانک اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ امید کی جارہی ہے کہ 53 فیصدی کمپنیاں 2021 میں نئے ملازمین کی تقرری کریں گی، کووڈ-19 وبا نے ہندستان سمیت ایشیا پیسفک کے خطے میں معیشتوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ پروفیشنل ریکروٹمینٹ کمپنی "مائیکل پیج انڈیا" کی ٹیلنٹ ٹرینڈس رپورٹ 2021 میں کہا گیا ہے کہ 2020 کے دوران نئی نوکریوں میں 18 فیصدی کمی درج کی گئی تھی۔ سروے کی بنیاد پر رپورٹ کے مطابق اب نوکریوں کے معاملے میں بہتری دکھائی دینی شروع ہو چکی ہے۔ ہندستان میں تقریبا 53 فیصدی کمپنیوں نے اس سال ملازموں کی تعداد بڑھانے پر غور وخوض کرنے کی بات کہی ہے۔

مائیکل پیج انڈیا کے مینیجنگ ڈائریکٹر نکولس ڈیومولن نے کہا کہ ٹکنالوجی اور ہیلتھ کیئر سیکٹرس میں لاک ڈاؤن کے دوران بھی کافی ملازمتیں دیکھنے کو ملیں۔ اس درمیان ای کامرس اور ایجوکیشن ٹکنالوجی میں تقرریوں کی پوزیشن مضبوط رہی، ان سیکٹرس میں 2021 کے دوران بھی نئے روزگار کے بھرپور مواقع بنے رہیں گے، ٹیلنٹ ٹرینڈس کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں 2021 کے لئے مثبت حالات ہیں۔ سروے میں شامل 60 فیصد کمپنیوں نے رواں سال اپنی تنخواہ بڑھانے کی بات کہی ہے، وہیں 55 فیصد کمپنیاں بونس دینے کا منصوبہ بنارہی ہیں۔

سروے کے مطابق 43 فیصدی کمپنیاں ایک ماہ کا بونس دینے کا منصوبہ بنارہی ہیں، رپورٹ کے نتیجے 12 ایشیا پیسفک بازاروں میں کئے گئے سروے سے لئے گئے ہیں۔ اس میں 5,500 سے زیادہ کاروبار اور 21,000 ملازمین شامل ہیں جس میں 3,500 سے زیادہ ڈائریکٹر ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ہیلتھ کیئر سیکٹر میں تنخواہ سب سے زیادہ بڑھنے کی امید ہے۔ اس میں اوسط آٹھ فیصدی کا اضافہ ہوگا۔ اس کے بعد کنزیومر گڈس میں 7.6 فیصدی اور ای۔کامرس/انٹرنیٹ خدمات میں 7.5 فیصدی تنخواہ میں اضافہ ہوگا۔ (بحوالہ اردو نیوز۔۱۸)

ڈبلیو ایچ او غریب ممالک کو کووڈ ویکسین کی چالیس ملین خوراکیں فراہم کرے گا

ڈبلیو ایچ او کی جانب سے آئندہ ماہ تک غریب ترین ممالک کو کورونا ویکسین کی چالیس ملین خوراکیں فراہم کی جائیں گی۔ ڈبلیو ایچ او کے سربراہ ٹیڈروس ایڈہانوم گیبریاسس نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی ایجنسی کی کوویکس اسکیم کے ذریعے امریکی دواساز کمپنی فائزر اور جرمن دواساز کمپنی بائیو این ٹیک کے ساتھ غریب ملکوں کے لیے چالیس ملین ویکسین فراہم کرنے کا معاہدہ طے پا گیا ہے، جنیوا میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ٹیڈروس نے بتایا کہ نئے امریکی صدر جو بائیڈن نے کوویکس اسکیم میں امریکہ کی شمولیت کا فیصلہ کیا ہے، اس سے ہم جلد ہی اپنے وعدے کو پورا کرلیں گے۔ امریکی صدر جو بائیڈن کے چیف میڈیکل ایڈوائزر انٹونی فاؤچی نے اعلان کیا تھا کہ امریکہ سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی پالیسی کو مسترد کرتے ہوئے کوویکسین منصوبے میں شامل ہوگا، عالمی ادارہ صحت کی کوویکس اسکیم کا مقصد اس سال کے دوران غریب ممالک کی متاثرہ ترین آبادی کے بیس فیصد حصے کو کورونا ویکسین فراہم کرنا ہے، قبل ازیں اسی ہفتے کے آغاز میں ٹیڈروس نے امیر ملکوں پر ویکسین کی ذخیرہ اندوزی کے حوالے سے شدید تنقید کی تھی۔ امریکی دواساز کمپنی فائزر کے چیئرمین البرٹ بورلا نے جنیوا میں ورچوئل کانفرنس میں بتایا کہ ویکسین کی پہلی کھیپ غیر منافع بخش بنیادوں پر بھیجی جائے گی، کورونا ویکسین دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ترقی پذیر ممالک کے لیے بھی دستیاب ہونا چاہیے۔" جنیوا سے یہ اعلانات ایسے وقت میں سامنے آئے ہیں جب امیر ترین ممالک ویکسین حاصل کرنے کے لیے لاکھوں ڈالرز خرچ کررہے ہیں، بعض ممالک پہلے ہی دوطرفہ معاہدوں کے تحت حاصل کردہ ویکسین استعمال کررہے ہیں، اس عمل پر یورپی یونین کی جانب سے تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ویکسی نیشن کے نجی اور عوامی فنڈ گاوی کے چیئرمین سیٹھ بیرکلے کے مطابق سن 2021 کی پہلی سہ ماہی تک ایسٹرازینیکا کی جانب سے مزید 150 ملین ویکسین فراہم کی جائیں گی۔ عالمی سطح پر دواساز کمپنیوں کی جانب سے اس سال کتنی تعداد میں ویکسین تیار کرنے کے سوال کے جواب میں بیرکلے نے بتایا، "ہم چھ سے سات ارب ٹیکے تیار کرنے کی بات کررہے ہیں۔" اس کے علاوہ بیرکلے نے بتایا کہ اگر چینی اور روسی ویکسین محفوظ اور مؤثر ثابت ہوتی ہیں تو ان کو بھی کوویکس اسکیم میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ (بحوالہ بصیرت آن لائن)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تعلیمی معیار کی بلندی کو تعلیم گاہوں کی پہچان بنائیے: حضرت امیر شریعت

تعلیم سب سے بڑی انسانی ضرورت ہے، زندگی کے تمام مسائل کا حل تعلیم کی ترقی میں ہے، تعلیم کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایک مبارک قدم ہے، تعلیم کا چراغ جلے اور جلتا رہے تو بڑی بات ہے، انٹرنیشنل اسکول پھلواری شریف کا قیام تعلیم کی راہ میں اٹھنے والا ایک مضبوط قدم ہے، جس سے قوم وملت کے بچوں کو علم کی روشنی ملے گی، میں اس اسکول کے قیام پر اس کے ذمہ داروں کو دلی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ اسکول آباد رہے، شاداب رہے اور اس کی روشنی دور تک اور دیر تک بڑھتی اور پھیلتی رہے، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ نے ۲۵ر جنوری ۲۰۲۱ء کو البا کالونی پھلواری شریف پٹنہ میں ''انٹرنیشنل اسکول'' کے افتتاحی تقریب کو خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر حضرت مدظلہ نے اپنے خطاب میں معیاری تعلیم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہماری ضرورت صرف تعلیم یا تعلیم گاہ نہیں بلکہ معیاری تعلیم اور معیاری تعلیم گاہ ہے، ہمیں چاہئے کہ تعلیمی معیار کی بلندی کو تعلیم گاہوں کی پہچان بنائیں، یہ دور مقابلہ جاتی دور ہے، اس دور میں معیاری تعلیم کے بغیر ترقی کا تصور خام خیالی ہے، اس لئے تعلیم گاہوں کے قیام کے ساتھ تعلیم کے معیار کو بلند رکھنے پر خصوصی توجہ دیں، طلبہ کے فکر وذہن کو ایسا رخ دیں کہ اس کے اندر بلند حوصلگی پیدا ہو اور تعلیم کی بلند منزل کو وہ اپنا ہدف بنائیں، طلبہ میں یہ شعور پیدا کریں کہ وہ ابتداء ہی سے تعلیمی ترقی کا کوئی بلند نشانہ طے کریں تاکہ اس راہ پر اس کے لئے آگے بڑھنا اور اس ہدف کا پانا آسان ہو سکے، آپ نے کہا کہ تعلیمی اداروں کو سنوارنے اور اس کے معیار کو بلند بنانے کے لئے اگر ہمیں دوسری قوموں سے بھی روشنی ملتی ہے تو فائدہ اٹھانا چاہئے، پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حکمت کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے جہاں مل جائے وہ اس کا حقدار ہے، یہ ارشاد عالی ہمیں اجازت دیتی ہے کہ حکمت ودانائی کی بات جہاں سے ملے اس کو قبول کرنا مذموم نہیں محمود عمل ہے، آج لوگ بہت سی چیزوں میں امریکہ فرانس اور برطانیہ کی غلامی کر رہے ہیں، اگر تعلیم کے معاملہ میں ان کی کوئی خوبی قابل قدر ہو تو اس کے قبول کرنے میں یقیناً کوئی حرج نہیں، آپ نے معیاری تعلیم کے ساتھ طلبہ کی اچھی تربیت پر بھی توجہ دینے کی تلقین کی اور کہا کہ ہم اپنے اسکولوں کا ایسا نظام بنائیں جن میں ملت کے بچوں کے لئے دینی واخلاقی تربیت اور دین کی بنیادی معلومات سے انہیں واقف کرانے کا بھی مضبوط انتظام ہو، ورنہ آج تعلیم گاہوں کے قیام کے وقت بات تو کی جاتی ہے اسلام اور مسلمان کی، لیکن جب اسکول کے نظام کو دیکھا جاتا ہے تو اسلام ہی غائب نظر آتا ہے، یہ ہماری سوچ اور عمل کا بہت ہی کمزور پہلو ہے، اس کمزوری کو دور کرنے پر بھی پوری توجہ دینی چاہئے، اخیر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے یہ امید ظاہر کی کہ پھلواری شریف کی تاریخی سرزمین پر قائم ہونے والا یہ انٹرنیشنل اسکول معیاری تعلیم کا ایک قابل قدر نمونہ بنے گا اور اس کی خدمات سے اس خطہ میں تعلیمی ترقی کی راہ روشن ہوگی۔

امارت شرعیہ جیسا نظام پورے ملک میں قائم کرنے کی ضرورت: ایڈووکیٹ محمود پراچہ

المعہد العالی امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں سپریم کورٹ کے سینئر وکیل نے کئی قانونی پہلوؤں پر روشنی ڈالی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اپنی ملی اور سماجی خدمات اور دار القضاء کا جتنا مضبوط و مستحکم نظام بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال میں قائم کیا ہے اور شعبۂ دار القضاء کے ذریعہ آپسی جھگڑوں اور تنازعات کو جس خوش اسلوبی کے ساتھ شریعت کے قانون کے مطابق ملکی آئین کا بھی لحاظ رکھتے ہوئے نمٹایا جا رہا ہے وہ بے نظیر ہے، اس نمونے پر پورے ملک میں نظام دار القضاء کو قائم کرنے کی ضرورت ہے، المعہد العالی جیسا ادارہ جہاں ملک کے مشہور ومعروف اداروں کے علماء اور فضلاء قضاء وافتاء کی عملی تربیت لیتے ہیں اس ادارہ کے ذریعہ پورے ملک کو نمونہ فراہم کیا جا سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار سپریم کورٹ کے سینئر وکیل اور ماہر قانون جناب محمود پراچہ نے المعہد العالی امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں ۲۴ر جنوری کو امارت شرعیہ کے ذمہ داروں اور قضا وافتاء کی تربیت حاصل کرنے والے علماء کرام کے ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ نہ صرف قضاء کے میدان میں بلکہ مختلف طرح کے جدید مسائل کو حل کرنے کے سلسلہ میں ایک ماڈل اور نمونہ قائم کر سکتی ہے ،جس سے نہ صرف ملک کو بلکہ پوری دنیا کو رہنمائی مل سکتی ہے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے اس وسیع تر نظام کو دیکھ کر بہت ہی مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے یہ جان کر حیرت انگیز خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس منظم اور مرتب انداز میں کام کرنے والا ادارہ ہمارے ملک میں موجود ہے۔ انہوں نے کئی قانونی پہلوؤں پر قیمتی محاضرہ پیش کیا، انہوں نے اپنے خطاب میں آئین کی اہمیت کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ جمہوری طرز حکومت میں پبلک مالک ہوتی ہے اور حکومت، عدالت، میڈیا اور انتظامیہ اس کے خدمت گار ہوتے ہیں، ہندوستانی آئین پبلک اور ان خدمت گاروں کے درمیان ایک معاہدہ اور اگریمنٹ ہے، اگر یہ خدمت گار اس معاہدہ اور اگریمنٹ کے مطابق پبلک کی خدمت کر رہے ہیں تو وہ اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں اور اگر اس معاہدہ اور اگریمنٹ کے خلاف ان کا عمل ہے تو گویا وہ اپنی ذمہ داری کو ایمانداری سے انجام نہیں دے رہے ہیں۔ ہمیں بحیثیت پبلک اپنے اس مقام کو خود سمجھنا چاہئے تاکہ ہم جرأت وہمت کے ساتھ اپنے حقوق کے حصول کی آواز اٹھا سکیں اور ڈر اور خوف ہمارے ذہنوں سے دور ہو سکے۔ آئین ہند نے ہمیں جو آزادی اور حقوق دیے ہیں، ان کا جاننا لوگوں کے لیے بہت ضروری ہے، بلکہ خواص طبقہ کو آئین ہند کا مطالعہ کرنا چاہئے، آئین کا کئی زبانوں میں ترجمہ موجود ہے، ذمہ دار لوگوں کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے، آئین پر جتنا آپ کا علم گہرا ہوگا آپ کو اپنے اندر اعتماد اور مضبوطی کا احساس اسی قدر ہوگا، آئین میں ملک کے تمام باشندوں کو ہر طرح کا تحفظ حاصل ہے۔ انہوں نے سامعین کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے قضاء کے کاموں میں درپیش کئی قانونی پیچیدگیوں پر روشنی ڈالی اور ان سے کیسے نمٹا جا سکتا ہے اس کا طریقہ کار بتایا۔

پروگرام: ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو

حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کے زیر اہتمام بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری اداروں کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ کی تحریک بڑے پیمانہ پر شروع کرنے کا فیصلہ ہوا ہے، جس کا آغاز یکم فروری سے ہونے جا رہا ہے، اس سلسلہ میں مختلف اضلاع کے لئے پروگرام کی جو ترتیب طے پائی ہے اس کی جھلک ذیل میں پیش ہے۔

ضلع	تاریخ	دن	وقت	مقام
پورنیہ	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	۱۰ر بجے دن	مسجد رضوان مادھو پارہ، پورنیہ
بھاگل پور	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	۱۰ر بجے دن	مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر
کھگڑیا	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد میر غیاث چک کھگڑیا
سمستی پور	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	۱۰ر بجے دن	سیف الاسلام اکیڈمی، دھرم پور، سمستی پور
بھوج پور وبکسر	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	بعد نماز ظہر	شاہی مسجد بڑی چوک آرہ، بھوج پور
نالندہ	یکم فروری ۲۰۲۱ء	سوموار	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد دائرہ، بہار شریف، نالندہ
کٹیہار	۲ر فروری ۲۰۲۱ء	منگل	۱۰ر بجے دن	دار القضاء امارت شرعیہ رامپاڑہ
بانکا	۲ر فروری ۲۰۲۱ء	منگل	۱۰ر بجے دن	مدرسہ مصباح العلوم اریہو چلنا
بیگوسرائے	۲ر فروری ۲۰۲۱ء	منگل	۱۰ر بجے دن	کچہری مسجد دار القضاء
دربھنگہ	۲ر فروری ۲۰۲۱ء	منگل	۱۰ر بجے دن	مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا دربھنگہ
مشرقی چمپارن	۲ر فروری ۲۰۲۱ء	منگل	۱۰ر بجے دن	دار القضاء امارت شرعیہ جامع مسجد آزاد نگر ڈھاکہ
کشن گنج	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	مدرسہ انجمن اسلامیہ کشن گنج
لکھی سرائے	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد پچنہ روڈ لکھی سرائے
گیا	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	مدرسہ انوار العلوم معروف گنج گیا
مدھوبنی	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	دار القضاء مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر بھوارہ
کیمور (بھبھوا)	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	مدرسہ قاسم العلوم ببورا
شیوہر	۳ر فروری ۲۰۲۱ء	بدھ	۱۰ر بجے دن	مدرسہ اسلامیہ عربیہ ڈمری، شیوہر
اررریہ	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	ہوٹل ایور گرین نزد جامع مسجد
سہرسہ	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد میر ٹولہ سہرسہ
جموئی	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	مرکزی مسجد کچھیار، جموئی
اورنگ آباد	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد
روہتاس	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	جامعہ فلاح الدارین ڈہری اون سون
سیتامڑھی	۴ر فروری ۲۰۲۱ء	جمعرات	۱۰ر بجے دن	امن وہار ہوٹل اسٹیشن روڈ
سوپول	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	سنیچر	۱۰ر بجے دن	نورانی مسجد نزد عیدگاہ سوپول
شیخ پورہ	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	سنیچر	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد بازید پور، شیخ پورہ
گوپال گنج	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	سنیچر	۱۰ر بجے دن	مدرسہ قرآنیہ احسانیہ سمرا
اروَل	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	سنیچر	۱۰ر بجے دن	دار القرآن مدرسہ عظمتیہ بھداسی
ویشالی	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	سنیچر	۱۰ر بجے دن	مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور، ویشالی
مدھے پورہ	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	جامع مسجد مدھے پورہ
مونگیر	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر
سیوان	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	داؤد میموریل اردو گرلس اسکول، تلہٹہ بازار سیوان
سارن	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	امبیڈکر بھون نزد صدر اسپتال چھپرہ
نوادہ	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	دار القرآن مدرسہ عظمتیہ انصار نگر
جہان آباد	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہان آباد
مغربی چمپارن	۷ر فروری ۲۰۲۱ء	اتوار	۱۰ر بجے دن	آدرش ویواہ بھون منوا پل چھاؤنی بتیا

امارت شرعیہ میں یوم جمہوریہ کی تقریب

ملک کے ۷۲ویں یوم جمہوریہ کے موقع پر امارت شرعیہ میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے ذریعہ پرچم کشائی کی گئی، اس موقع پر امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران وکارکنان بھی موجود رہے، پرچم کشائی کے بعد قومی ترانہ پڑھا گیا، اس کے بعد یوم جمہوریہ کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں دو دن بہت اہمیت کے حامل ہیں، ۱۵ر اگست جس دن ملک انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہوا، اور ۲۶ر جنوری، جس دن ملک کی بقاء وسالمیت کے پیش نظر سیکولر جمہوری آئین نافذ کیا گیا، اس لیے ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو نئے جمہوری آئین ودستور کے نفاذ کی خوشی میں پہلا جشن جمہوریت منایا گیا اور آج ہم بہترواں جشن جمہوریہ منا رہے ہیں۔ یہ وہ دن ہے، جس کے حصول کے لیے ہمارے آباء واجداد نے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دی اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس جمہوری نظام کی بقاء کے لیے جدوجہد کریں اور ان سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیں جو جمہوریت کو ختم کر کے یہاں سرمایہ دارانہ اور آمرانہ نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا غم

مفتی محمد وقاص رفیع

دنیا کی زندگی ایک نہ ایک دن ختم ہوجانے والی ہے، اور اس کا مال ومتاع چاہے کتنا ہی زیادہ سے زیادہ کیوں نہ ہوجائے بہرحال ایک نہ ایک دن چھوٹنے والا ہے، موت سے چھوٹ جائے یا ضائع ہونے سے چھوٹ جائے، لیکن اسے چھوٹنا لازمی ہے۔ اور آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی سے کہیں زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور آخرت کی زندگی بہترین اور (ہمیشہ) باقی رہنے والی ہے۔ (سورۃ الاعلیٰ) بلا شبہ آخرت کی زندگی کی نعمتیں، اس کی جوانی، اس کے مزے، اس کی خوب صورتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ اِس کے برعکس دنیا کی زندگی، اس کی نعمتیں، اس کی جوانی، اس کی خوب صورتی اور اس کے مزے صرف ایک محدود اور معین مدت تک کے لیے ہیں اور پھر انہیں یکسر ختم ہوجانا ہے۔ پس خوش نصیب اور عقل مند وہ شخص ہے جو اپنی زندگی کے ہر موڑ پر آخرت کی لازوال اور بے مثال زندگی کو دنیا کی زندگی پر ہمیشہ ترجیح دیتا رہے اور اِس دارِ فانی کی تعمیر وتزئین کے بجائے دارِ بقاء کی تعمیر و تزئین کی فکر میں ہر دم لگا رہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے، رسول اللہ کا پاک ارشاد ہے کہ: ”جو شخص دُنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ (بظاہر صورت نہ کہ حقیقتاً) اپنی دُنیا کو نقصان پہنچاتا ہے (پس جب یہ ضابطہ ہے تو) جو چیز ہمیشہ رہنے والی (یعنی آخرت) ہے، اس کو ترجیح دو اس چیز (دنیا) پر جو بہرحال فنا ہونے والی ہے۔“ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ: ”ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے کچھ پینے کو مانگا تو شہد کا شربت خدمت میں پیش کیا گیا، اِس کو منہ کے قریب فرما کر حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے اور اتنا روئے کہ پاس بیٹھنے والے بھی اِس سے متاثر ہوکر رونے لگے اور خوب روئے، اس کے بعد پھر دوبارہ اُس کو منہ کے قریب کیا اور پھر رونے لگے، اس کے بعد اپنی آنکھوں کے آنسو پوچھا اور ارشاد فرمایا کہ: ”میں ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے دیکھا کہ حضور اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز کو دفع فرما رہے ہیں اور کوئی چیز حضور کے سامنے مجھے نظر نہ آئی، تو میں نے حضور سے دریافت کیا کہ: ”حضور! کس چیز کو آپ اپنے سے ہٹا رہے ہیں؟۔“ حضور نے فرمایا کہ: ”دنیا میرے سامنے حاضر ہوئی تھی، میں نے اس کو اپنے سے ہٹایا، اِس کے بعد پھر وہ دوبارہ میرے پاس آئی اور آ کر مجھ سے کہنے لگی کہ اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو (کچھ قلق اور افسوس کی بات نہیں، اس لیے کہ) آپ کے بعد آپ کی آنے والی امت مجھ سے ہرگز نہیں بچ سکتی۔“ (فضائل صدقات) ایک حدیث میں حضور اقدس کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ: ”دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں کوئی) گھر نہیں، اور دُنیا اُس شخص کا مال ہے جس کا (آخرت میں کوئی) مال نہیں، اور دنیا کے لیے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کو بالکل عقل نہیں ہوتی۔“ (درّ منثور)

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ: ”تو جس قدر دنیا کا غم کرے گا اتنا ہی آخرت کا غم تیرے دل سے نکل جائے گا، اور جتنا تو آخرت کا غم کرے گا اتنا ہی دنیا کا غم تیرے دل سے نکل جائے گا۔“ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ: ”اگر دُنیا مجھے ساری کی ساری مل جائے اور مجھ سے اِس کا حساب بھی نہ لیا جائے، تب بھی میں اس سے ایسی گھن اور کراہت کروں جیسی کہ تم لوگ مردار جانوروں سے کرتے ہو کہ کہیں کپڑے کو نہ لگ جائے۔“ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ: ”دنیا کی محبت نے اور گناہوں نے دلوں کو وحشی بنا رکھا ہے، اس لیے خیر کی بات دلوں تک پہنچتی نہیں اور نہ ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔“ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد حضرت موسیٰ سے ہے کہ: ”جب تم وسعت کو آتے دیکھو تو سمجھو کہ کسی گناہ کی سزا میں یہ آرہی ہے، اور جب فقر و فاقہ کو آتے دیکھو تو کہو کہ صالحین کا شعار آرہا ہے۔ اور اگر کوئی حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کرنا چاہتا ہے تو ان کا ارشاد یہ ہے کہ: ”میرا سالن بھوک ہے۔ اور میرا شعار اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور میرا لباس ”صوف“ (بھیڑ بکری کے بال اور اون) ہے۔ اور میرا سردی میں سینکنا دھوپ ہے۔ اور میرا چراغ چاند کی روشنی ہے۔ اور میری سواری میرے پاؤں ہیں۔ اور میرا کھانا اور میوے زمین کا گھاس ہے۔ میں صبح اس حال میں کرتا ہوں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا، اور شام اس حال میں کرتا ہوں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اور ساری دنیا میں مجھ سے زیادہ غنی اور بے پرواہ کوئی شخص بھی نہیں جو کسی دوسرے کا محتاج ہو۔ (فضائل صدقات) ایک حدیث میں حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ:

”ہر امت کے لیے کوئی بچھڑا (گاؤ ماتا وغیرہ) ہوتا ہے جس کی وہ پرستش کرتے ہیں، میری امت کا بچھڑا روپیہ اور اشرفی (بلکہ آج کل کی زبان میں اشرفی کی جگہ اگر ڈالر، یورو اور ریال وغیرہ کرنسیوں کا نام لیا جائے تو یقیناً بے جانہ ہوگا۔ (کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ پرستش کا ہوتا ہے) اور حضرت موسیٰ کی قوم کا بچھڑا بھی تو سونے چاندی کا زیور ہی تھا۔“ (احیاء علوم الدین) ضحاک بن قیس فرماتے ہیں کہ: ”جو شخص بازار جائے اور کسی چیز کو دیکھ کر اس کے خریدنے کی رغبت ہو اور ناداری کی وجہ سے (اُس کو خرید نہ سکے، بلکہ) اس پر صبر کرے تو اس کا یہ عمل ایک ہزار اشرفیاں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے افضل ہے۔“ حضرت عمر فاروقؓ کی لختِ جگر حضرت ام ولیدؓ فرماتی ہیں کہ: ”ایک مرتبہ حضور اقدس شام کے وقت اندر سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ: ”تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟۔“ صحابہؓ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! کیا بات ہوئی؟۔“ حضور نے ارشاد فرمایا کہ: ”اتنی مقدار جمع کرتے ہو جتنا کھاتے نہیں ہو، اور اتنے مکانات بنا لیتے ہو جن میں رہتے بھی نہیں ہو اور ایسی ایسی اُمیدیں باندھ لیتے ہو جن کو پورا بھی نہیں کر سکتے، کیا ان باتوں سے تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟۔“ (الترغیب والترہیب) مطلب یہ ہے کہ رہن سہن کے لیے گھر اور مکان اتنا ہی بنانا چاہیے جتنے کی ضرورت ہو اور اُس میں زندگی اچھی طرح سے گزر سکے۔ اسی طرح مال و دولت اور خزانہ اتنا ہی جمع کرنا چاہیے جس سے اپنی معاشی تنگی دُور ہو کر گزرانِ اوقات آسانی سے ہوسکے۔ اس کے علاوہ جو زائد مال ہے وہ جمع کرنے اور پیسے پر پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۳/۸۴۴/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی)

فاطمہ خاتون بنت محمود عالم مقام مسمانو ڈاک خانہ چانہو ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

محمد اقبال ولد شہاب خان مقام سِر ولی ڈاک خانہ وتھانہ پُنہانہ ضلع نوح/میوات، ہریانہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہٰذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ رانچی میں دو سال سے زائد عرصہ سے رخصت نہ کرانے اور نان ونفقہ نیز حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست داخل کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ سماعت ۱۷ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲ر مارچ ۲۰۲۱ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ ربجے دن دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح ہو کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۶۰/۲۵۷۹/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی)

ثناء پروین بنت محمد پرویز ساکن وڈاکخانہ اے کواہی ابا بکر پور ضلع ویشالی۔ فریق اول

پتہ مراسلت: ڈاکٹر بن ولد ڈاکٹر طاہر ساکن کٹھیلا ڈاکخانہ بھیرواتھانہ وبلاک بسفی ضلع مدھوبنی

بنام

محمد سہراب ولد ظفر خان مقام میر غیاث چک ڈاکخانہ لال باغ تھانہ لہریا سرائے ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ثنا پروین نے آپ فریق دوم محمد سہراب کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۴ر مارچ ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۱۰ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ جامع مسجد اونسی زیرو مائل میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۵/۵۲/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ)

نسرین پروین بنت محمد رضوان عالم مقام سرسوا وارڈ ۶، ڈاکخانہ سِشوا ضلع کھگڑیا۔ فریق اول

بنام

محمد عبدالرحمٰن ولد محمد ظفیر الدین مقام جھٹکیا وارڈ نمبر ۶ ڈاکخانہ سنگھیشور ضلع مدھے پورہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱ر رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۶ر مارچ ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵/۱۳۸۰/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ لوکو مسجد آسنسول)

رضیہ خاتون بنت محمد یونس مرحوم مقام مصدی محلہ ریل پار ڈاکخانہ آسنسول ضلع پچھم بردوان۔ فریق اول

بنام

محمد کلام ولد محمد شفیق مقام جہانگیر پور محلہ مراد پور وارڈ نمبر ۴، ڈاکخانہ روسڑا ضلع سمستی پور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ لوکو مسجد آسنسول میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲ر رجب المرجب ۴۲ھ مطابق ۷ر مارچ ۲۰۲۱ء روز اتوار بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

طب وسائنس

موسم سرما میں کیا کھائیں

لیاقت علی

موسم سرما میں جسم کے اندر مختلف طرح کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اگران تبدیلیوں پر دھیان نہ دیا جائے تو نزلہ، زکام، کھانسی، سردرد اور بخار جیسی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طبی ماہرین مشورہ دیتے ہیں کہ جیسے سردی کی شدّت میں اضافہ ہو، آپ اپنی خوراک میں گرم اور صحت بخش غذاؤں کو شامل کرلیں کیونکہ یہ سردی کی بیماریوں کے خلاف مزاحمت کا کام کرتی ہیں۔ آیئے چند مخصوص غذاؤں کے بارے میں جانتے ہیں جو سردی میں آپ کے لیے راحت کا باعث بنیں گی۔

جڑ والی سبزیاں: زمین کے اندر اگنے والی سبزیاں جڑ والی ہوتی ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ جڑوں کی شکل میں اگنے والی سبزیاں اینٹی آکسیڈنٹس اور معدنیات سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ادرک، آلو، چقندر، شلجم، اروی، مولی، گاجر، شکرقندی وغیرہ ہمارے لیے انتہائی فائدہ مند ہیں اور موسم سرما کی وجہ سے پیدا ہونے والے امراض سے ہمیں محفوظ رکھتی ہیں۔ طبی ماہرین انہیں 'غذائیت کا پاور ہاؤس' بھی قرار دیتے ہیں۔ یہ سبزیاں انسانی جسم کو نمایاں مقدار میں توانائی فراہم کرتی ہیں۔ ان میں ایسے ریشے پائے جاتے ہیں جو خون میں جاکر شکر کی مقدار کو گھٹاتے ہیں۔ یہ سبزیاں، گوشت کے متواتر استعمال سے خراب کولیسٹرول کی مقدار بڑھ جانے کا تدارک بھی کرتی ہیں۔ گاجر بیٹا کیروٹین اور شلجم وٹامن اے اور سی کا خزانہ مانے جاتے ہیں۔ گاجر امراض قلب اور سرطان جیسی موذی بیماریوں سے محفوظ اور ہمین جوان رکھنے میں مدد کرتی ہے۔ آلو ہمارے جسم کو روزانہ درکار وٹامن کا 31 فیصد فراہم کرتے ہیں۔

سمندری غذائیں: سردیاں آئیں اور سی فوڈ (سمندری غذائیں) نہ کھایا جائے، یہ ناممکن سی بات ہے۔ سردیوں میں سمندری غذائیں کھانے کے بے شمار فوائد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طبی ماہرین موسم سرما میں اس کے بھرپور استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ سمندری غذاؤں میں سب سے زیادہ مچھلی کھائی جاتی ہے، جس میں وافر مقدار میں سیلینیم پایا جاتا ہے۔ سیلینیم، مدافعتی نظام کو مضبوط کرکے موسم سرما کے دوران نزلہ زکام سے محفوظ رہنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مچھلی میں موجود فاسفورس دماغ کی نشوونما بہتر بناتا ہے۔ مچھلی میں موجود وٹامن اے اور ڈی ہڈیوں اور دانتوں کے لیے بہترین قرار دیا جاتا ہے۔ ٹونا اور سالمن (مچھلیوں کی اقسام) کو موسم سرما کی بہترین غذاؤں میں سے ایک قرار دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں غذائیں وٹامن ڈی کا اہم ذریعہ تسلیم کی جاتی ہیں۔

سمندری غذاؤں میں دوسری اہم غذا جھینگا قرار دی جاتی ہے۔ جھینگا، جگر کی بیماریوں کے خاتمے کے لیے اہم تصور کیا جاتا ہے۔ امریکا کی اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں کی گئی ایک تحقیق میں انکشاف کیا گیا کہ جھینگے کا گوشت Schistosomiasis نامی بیماری کا پھیلاؤ روک کر جگر کی خرابی، مثانے کا کینسر اور متعدد دماغی بیماریوں کا راستہ روک دیتا ہے۔

خشک میوہ جات: ٹھنڈے موسم میں جسم کو حدت پہونچانے کے لیے روزمرہ کی غذا میں خشک اور گری دار میووں کا استعمال بہت فائدہ دیتا ہے۔ پکے ہوئے اخروٹوں کی گری جاڑوں میں ہونے والی کھانسی میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے، اس کے استعمال سے دماغ کو بھی طاقت ملتی ہے۔ خشک میوے فائبر سے بھرپور ہوتے ہیں اور ان کو کھانے کے بعد زیادہ دیر تک بھوک نہیں لگتی، اس لئے یہ وزن کم کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے ہاضمہ بھی بہتر ہوتا ہے اور جسم کی فالتو چکنائی کو بھی کنٹرول کرتی ہیں۔

سوپ: سردی شروع ہوتے ہی جگہ جگہ سوپ کی چھوٹی بڑی دکانیں نظر آنے لگتی ہیں۔ حفظان صحت کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو سوپ تیار کیا جائے وہ ایک سردرات کا مزہ دوبالا کردیتا ہے۔ موسم سرما کے دوران یہ انسان کو صحت مند رکھنے کا ذریعہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ سردی کی سوغات سمجھی جانے والی یہ غذا نہ صرف جسم کو گرم رکھتی ہے بلکہ زود ہضم بھی ہے۔ برطانوی یونیورسٹی میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق سوپ کا استعمال نظام تنفس میں ہونے والے انفیکشن کی روک تھام میں مدد دیتا ہے۔ آپ بھی چکن یخنی یا سبزیوں سے تیار کیا گیا سوپ پئیں۔ انٹرنیٹ پر بھی سوپ کی بہت سی اقسام موجود ہیں جو کہ صحت بخش اور فائدے مند غذاؤں کی مدد سے تیار کیے جاتے ہیں۔

جَو کا دلیا: جَو کے دلیے کو ناشتے میں لی جانے والی بہترین غذاؤں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس میں ایسے غذائی اجزاء شامل ہوتے ہیں جو موسم سرما کے لیے ضروری تصور کیے جاتے ہیں۔ جَو کے دلیے میں وافر مقدار میں زنک (انسانی قوت مدافعت کا ضروری جزو) اور حل شدہ فائبر) قلبی صحت کا ضامن) موجود ہوتے ہیں۔ فائبر قلبی صحت کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کا صحت مند وزن برقرار رکھنے اور ذیابطیس کا خطرہ کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جو میں کافی مقدار میں نیاسن(niacin) ہوتا ہے جو دل کی بیماریوں کو روکنے میں مدد کرتا ہے۔ سردیوں میں خشک جلد کا مطلب اس میں خارش اور انفیکشن کا امکان ہوسکتا ہے۔ اس سے بچنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جَو کے دلیے کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے تاکہ اس کے اندر موجود غذائیت، وٹامنز اور دیگر اجزاء سے جلد کو پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رہا جاسکے۔

رس دار پھل: سردیوں کے تقریبا تمام رس دار پھلوں میں وٹامن سی کی وافر مقدار ہوتی ہے جو کھانسی اور زکام کی شدت کم کرنے میں خصوصی مدد کرتی ہے۔ بہتے ناک اور مسلسل کھانسی سے نجات کیلئے فوری طور پر وٹامن سی کا استعمال کرنا چاہیے۔

شہد: سردیوں میں خالص شہد کا استعمال آپ کو نزلہ، زکام اور کھانسی سے تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ بہت سے دوسرے فائدے بھی پہنچاتا ہے۔ البتہ ایک سال سے کم عمر بچوں کو شہد استعمال نہیں کروانا چاہئے کیونکہ اس میں شامل بعض اجزاء ان کیلئے تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں۔

سیلینیم والی غذائیں: سیلینیم وہ عنصر ہے، جو ہمارے امیون سسٹم کو مضبوط بناتا ہے جبکہ مناسب مقدار میں اس کا روزانہ استعمال ایسے مادّوں کی مقدار بڑھاتا ہے، جو زکام کے وائرس کو ہمارے جسم سے نکال باہر کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ باداموں میں سیلینیم کی وافر مقدار ہوتی ہے۔ سی فوڈز مثلاً لابسٹر، کیکڑوں، ٹیونا اور کاڈفش، سیلینیم کے معاملے میں بھرپور ہوتے ہیں، اگر آپ روزانہ مچھلی اپنی غذا میں شامل کرلیں تو وہ سیلینیم کی ضروری مقدار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے دوسرے اضافی غذائی اجزاء سے بھی آپ کو فائدہ پہنچائے گی۔

وٹامن ڈی اور سردیاں: پھلوں، سبزیوں کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی قدرتی چیزیں ہیں جن میں وٹامن ڈی پایا جاتا ہے۔ آپ چاہیں تو ان سے بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ ذیل میں ایسی ہی کچھ چیزوں کی فہرست دی جارہی ہے جو آپ کے لیے وٹامن ڈی کی فراہمی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ سامن اور ٹونا مچھلی، اورنج جوس، مٹر کی چٹنی، دودھ، مکھن، پنیر، بیف، انڈے کی زردی کو وٹامن ڈی کے حصول کے لیے سردیوں کے موسم میں خوب استعمال کریں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

مہاراشٹرا: سرکاری ملازمین کے جینس اور ٹی شرٹ پہننے پر پابندی

مہاراشٹر حکومت نے ریاستی صدر دفتر منترالیہ میں اور سرکاری دفاتر میں ملازمین کی جانب سے ٹی شرٹ اور جینس پہننے پر پابندی عائد کردی، اپنے ایک حکم میں حکومت نے سرکاری ملازمین اور کنٹریکٹ عملہ کو مناسب رسمی لباس پہننے اور پیشہ ور پیش ہونے کی ہدایت کی ہے، حکومت نے اپنے حکم میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ دفتر میں کام کرنے والے زیادہ تر افسران/ ملازمین (بنیادی طور پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کرنے والے ملازمین کے ساتھ ساتھ مشیر کے طور پر سرکاری کام کے لیے آنے والے افراد) بیشتر افراد دفتری اوقات کے دوران موجود سرکاری ملازم جو لباس زیب تن کرتے ہیں وہ سرکاری ملازمین کے بدن پر ٹھیک نہیں لگتے ہیں، جس کے سبب عوام کے ذہنوں میں سرکاری ملازمین کی شبیہ داغدار ہورہی ہے۔

مسلم نوجوان کے ورثا کو ۳۷ر لاکھ معاوضہ دینے کا حکم

سڑک حادثات میں دئے جانے والی معاوضہ کی سماعت کرنے والی عدالت موٹر وہیکل ایکسیڈنٹ کلیم ٹربیونل نے شہر کے مضافات میں ممبئی کی سرکاری بس کمپنی برہن ممبئی الیکٹرک اینڈ ٹرانسپورٹ سپلائی کمپنی (بی ای ایس ٹی) کی زد میں آکر ہلاک ہونے والے احمد شیخ نامی شخص کے ورثا کو ۳۷ لاکھ روپے معاوضہ ادا کرنے کا حکم جاری کیا ہے، ٹربیونل نے بی ای ایس ٹی کے جنرل منیجر کو ہدایت دی کہ وہ یہ رقم ایک مقررہ مدت میں متوفی کے ورثاء کو ادا کریں، واضح ہو کہ ۱۵ جولائی ۲۰۱۵ء کو احمد شیخ کی موت اس وقت واقع ہوئی تھی جب وہ اندھیری لنک روڈ ساکی ناکہ پر سڑک پار کر رہا تھا، اس درمیان وہ دو سرکاری بسوں کی زد میں آگیا جس سے اس کی موت موقع واردات پر ہی ہوگئی، احمد شیخ ایک نجی فرم میں سیلز اینڈ مارکیٹنگ ایگزیکٹو کی حیثیت سے کام کرتا تھا، اس کی ماہانہ تنخواہ ۱۸ ہزار روپے تھی، والدین اپنی اہلیہ اور تین بچوں کا باپ احمد شیخ اپنے خاندان کی کفالت کا واحد ذریعہ تھا، حادثے کے بعد متوفی کے بھائی نے ڈرائیور کے خلاف تیز رفتار گاڑی چلانے اور غفلت برتنے کی پولیس میں شکایت درج کروائی تھی، معاوضہ کی منظوری دینے والی عدالت کے روبرو جب یہ معاملہ پہنچا تو بی ای ایس ٹی نے سارا الزام متوفی کے سر یہ کہہ کر ڈال دیا کہ مہلوک سڑک عبور کرنے کے لیے بنائے گئے اشاروں "زیبرا کراسنگ" سے سڑک پار نہیں کر رہا تھا، لہٰذا وہ معاوضہ کا مستحق نہیں ہے، عدالت نے سرکاری وکیل کے دلائل کو یہ کہہ کر مسترد کردیا کہ متوفی زیبرا کراسنگ سے سڑک پار نہیں کر رہا تھا اس بات کو عدالت تسلیم کرتی ہے؛ لیکن اس کی تیز رفتاری اور غفلت برتنے کی وجہ سے ہی دو بسوں کا ٹکراؤ ہوا جس کی زد میں آکر احمد شیخ کی موت واقع ہوئی، لہٰذا کمپنی کو اس کے ورثاء کو معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔

۵۰ر سال سے زیادہ عمر والے ملازمین ہوں گے سبکدوش

پچاس سال کی عمر والے سرکاری ملازمین کے لئے مشکلات کی گھڑی آن پڑی ہے، اس لئے کہ بہار کی ریاستی حکومت نے ان کی صلاحیت کے تجزیہ کے لئے ایک کمیٹی کا قائم کردی ہے، محکمہ داخلہ کے تحت آنے والے ملازمین کے لئے نئ کمیٹی بنائی گئ ہے، بعد میں دیگر محکموں میں مامور ملازمین کی رپورٹ کی ذمہ داری بھی اسی طرح کی کمیٹی پر ہوگی، مذکورہ کمیٹی کی رپورٹ کی سفارش پر ماہ جون سے ایسے ملازمین کو سبکدوش کروادیا جائے گا، اس کی کارروائی ماہ فروری سے شروع ہوگی اور وہ کمیٹی طے کرے گی کہ کون عمر کی وجہ سے کام کرنے کے قابل ہیں، یا نہیں، فی الحال محکمہ داخلہ کے تحت آنے والے سپاہی سے لے کر ملازمین پر گاج گرنے والی ہے، ان کے پرفارمنس اور عادات واطوار کا پورے سال تجزیہ کیا جائے گا، بعدازیں جون اور دسمبر میں کمیٹی کی میٹنگ ہوگی، جہاں رپورٹ تیار کی جائے گی۔ جنرل ایڈمنسٹریشن محکمہ نے پچاس سال سے زیادہ عمر کے ملازمین کو ریٹائر کرنے کا من بنالیا ہے اور یہ کمیٹی محکمہ داخلہ کے سکریٹری کی صدارت میں رپورٹ پر تجزیہ پیش کرتے ہوئے ایسے لوگوں کی لسٹ بنائے گا جنہیں حکومت پچاس سال کے بعد نوکری میں رکھنا چاہتی ہے۔

کانٹریکٹ پر بحال ملازمین کی سہولت میں کمی نہیں ہوگی

بہار حکومت نے واضح کردیا ہے کہ کانٹریکٹ پر بحال ملازمین کی سہولت میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں کی گئی ہے، ساتھ ہی پہلے سے کانٹریکٹ پر بحال ملازمین کے ساتھ مستقبل میں بحال ہونے والے ایسے ملازمین کو بھی کئ دوسری اور بہتر سہولتیں مہیا کرائی گئی ہے، محکمہ عام انتظامات نے اس کے متعلق نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ ۲۲ر جنوری ۲۰۲۱ء کے عزم کے تحت کانٹریکٹ پر بحال ملازمین کو حاصل سہولتوں کے تحت سبکدوشی کی تاریخ اور مستقل بحالی ہونے تک بحالی کی مدت بڑھانے، چھٹی، اجرت کی نظرثانی، گرانٹ سروس سہولت ٹی اے، اپیل کا نظم، پی ایف، ملازمین ریاستی انسورنس جیسے کاموں کا سالانہ تجزیہ اور تمام محکموں میں مستقل بحالی میں ترجیح دینے کی سہولت مہیا کرانے کے غرض سے فیصلہ لیا گیا ہے۔

Volume:61/71 Issue:05 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) MohammadSanaul Hoda (Quasmi)

یہاں کوتاہیٔ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے
(اصغر گونڈوی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

دو احتجاجوں کے درمیان عدلیہ اور انتظامیہ کے برتاؤ کا فرق

انتظامیہ اور عدلیہ نے سی اے اے مخالف مظاہروں اور کسانوں کے احتجاج سے نمٹنے کے دوران دو مختلف اصولوں کا سہارا لیا ہے

ایم آر شمشاد ایڈووکیٹ (انڈین اکسپریس ۲۵ر جنوری ۲۰۲۱ء اردو ترجمہ: سید محمد عادل فریدی)

سٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ (شہریت ترمیمی قانون) ۲۰۱۹ء (سی اے اے) ۱۲ دسمبر ۲۰۱۹ء کو پاس ہوا، قانون نے شہریت عطا کرنے کے دائرے سے مسلمانوں کو خارج کر دیا اور اس کے نتیجہ میں ملک کے مختلف حصوں میں سیکڑوں احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے، مظاہرہ سب سے پہلے نئی دہلی کی دو یونیورسٹیوں سے شروع ہوا پھر اس کے بعد ملک کی راجدھانی میں شاہین باغ کے مقام پر دھرنے کا آغاز ہوا جو دیکھتے دیکھتے دیگر مقامات پر بھی دھرنے کے لیے نمونہ اور مثال بن گیا۔
شاہین باغ کے دھرنے نے دہلی کو نوئیڈا سے جوڑنے والی سڑک کے ایک جانب کو مسدود کر دیا، مظاہرہ چلتا رہا اور اس درمیان سی اے اے کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرنے کے لیے سیکڑوں مقدمات سپریم کورٹ میں دائر ہو گئے۔
ستمبر ۲۰۲۰ء میں مرکزی حکومت نے تین قانون پاس کیے جو کسانوں کے حقوق کو بری طرح متاثر کرنے والے تھے، اس بار بھی ان قوانین کی مخالفت میں متعدد احتجاجات شروع ہوئے، احتجاجات کی آواز بڑے پیمانے پر پنجاب اور ہریانہ سے اٹھی، دہلی سے لگا ہوا سنگھو بارڈر ان احتجاجات کا سب سے بڑا مرکز بن گیا، ان مظاہروں نے بھی دہلی کو کرنال سے جوڑنے والے اور دہلی کو غازی آباد سے جوڑنے والے نیشنل ہائی وے کی ایک سائڈ کو بلاک کر دیا۔
سی اے اے کی مخالفت کرنے والوں کا مسئلہ اتنا ہی حقیقی تھا جتنا کسانوں کے مفادات کا مسئلہ ہے، متاثر ہونے والے شہریوں کی شکایات کی نوعیت بھی مختلف پہلوؤں سے ایک ہی جیسی تھی، اور دونوں احتجاجات پرامن تھے، تاہم سیاسی طبقہ، قانونی اداروں اور پولیس نے ان دونوں مظاہروں کے ساتھ بالکل الگ الگ معاملہ کیا۔
سی اے اے کو چیلنج کرنے والی درخواستیں پہلی بار ۱۸ر دسمبر ۲۰۱۹ء کو پیش ہوئیں اور اس کے بعد متعدد دوسری تاریخوں میں اس سے متعلق معاملات پیش ہوئے، تاہم سی اے اے کے خلاف اتنی تعداد میں احتجاجات ہونے کے باوجود سپریم کورٹ نے اس قانون پر اسٹے نہیں لگایا، دوسری جانب کسانوں کے احتجاج کو دیکھا جائے تو ان احتجاجات کے ساتھ متاثرہ فریق کے ذریعہ زرعی قوانین کے خلاف بہت زیادہ سخت چیلنج پیش نہیں کیا گیا، اس کے باوجود سپریم کورٹ نے اس پر بھرپور توجہ دی اور ان تینوں قوانین کے نفاذ پر تاحکم ثانی روک لگا دی۔
شاہین باغ احتجاج کے معاملہ میں حکمراں سیاسی جماعت نے مظاہرین پر براہ راست حملہ کیا اور ایک طبقہ کو بھڑکایا کہ وہ مظاہرہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں، نتیجتاً شاہین باغ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دونوں مظاہروں کے درمیان کئی ایسے واقعات ہوئے کہ نوجوانوں نے مظاہرین پر فائرنگ کی اور پولیس تماشائی بنی رہی۔ پولیس نے مبینہ طور پر دو معروف یونیورسٹیوں کے مظاہرہ کرنے والے طلبہ کے خلاف طاقت کا بھی استعمال کیا۔ گرچہ زرعی قوانین کی مخالفت کرنے والوں کو بھی غلط ٹھہرایا گیا؛ لیکن پھر بھی حکومت نے انہیں بات چیت کرنے اور مل جل کر کسی پرامن حل تک پہونچنے کی دعوت دی اور اس سلسلہ میں اب تک کابینہ کے وزیروں کی موجودگی میں کم از کم دس میٹنگیں ہو چکی ہیں، جبکہ سی اے اے احتجاج کے دوران حکومت نے مظاہرین کے ساتھ ایک نشست تک بھی منعقد کرنے کی پیش کش نہیں کی۔
کسانوں کے احتجاجات کی جگہوں پر پولیس سڑک کے دستیاب خالی حصہ کا بہتر سے بہتر استعمال کرنے کا راستہ تلاشتی رہی تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں کم سے کم دقتیں پیش آئیں۔ جب کہ شاہین باغ مظاہرے کے دوران پولیس نے روڈ کے خالی سائڈ کو بھی مکمل بند کر دیا تاکہ یہ دکھایا جا سکے کہ لوگوں کو آمد و رفت میں بہت زیادہ دشواریاں ہو رہی ہیں۔
شاہین باغ مظاہرے کے دوران پبلک لا اینڈ آرڈر کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کورٹ نے کہا کہ کولونیل (برٹش) حکمرانی کے زمانے میں احتجاج و اختلاف کا جو طریقہ اختیار کیا جاتا تھا ان طریقوں کا جمہوری حکومت کے خلاف اختلاف و احتجاج کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جائے گا، اور عام لوگوں کے راستے پر قبضہ کر لینا خواہ وہ شاہین باغ میں ہو یا کہیں اور درست نہیں قرار دیا جائے گا اور اس کی اجازت نہیں دی جائے گی، انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ علاقوں کو تجاوزات یا رکاوٹوں سے پاک رکھنے کے لئے اقدامات کرے، حکم نامے میں یہ بھی ذکر ہے کہ کافی وقت گزر جانے کے باوجود، نہ تو کوئی مذاکرات ہوئے اور نہ ہی انتظامیہ کی طرف سے کوئی کارروائی کی گئی، اس طرح مداخلت کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔
شاہین باغ کے فیصلہ کو قریب سے دیکھنے کی ضرورت ہے، عدالت نے اپنے آبزرویشن (مشاہدہ) میں پولیس کے ذریعہ کارروائی کرنے اور رکاوٹوں کو دور کرنے کے بارے میں بات کی، یہ بات واضح ہونے کے باوجود کہ اس طرح کے معاملات میں پولیس کے ذریعہ جانبدارانہ کارروائی کی جاتی رہی ہے، اس سے آبادی کے کمزور طبقات کے مظاہرین پر سخت اثر پڑے گا۔ اس فیصلہ نے عوامی اہمیت کے ایک پہلو کو اولین ترجیح دی اور عوامی اہمیت کے دوسرے پہلو یعنی حکومت کی پالیسی پر بغیر ہتھیار کے پرامن طریقہ پر کسی اہم جگہ پر جمع ہو کر تنقید کرنا اور دوسرے اختیارات جن کی ضمانت آئین کی دفعہ ۱۹ر میں دی گئی ہے، کو بالکل نظر انداز کر دیا اور اس کو پولیس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا، کسانوں کے احتجاج کے معاملہ میں سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ کسانوں کے احتجاج کو جاری رکھنے کی اجازت دی جائے بغیر کسی رکاوٹ کے اور امن کی خلاف ورزی نہ کی جائے نہ مظاہرین کی جانب سے اور نہ پولیس کی طرف سے۔
۲۰۱۷ء کے فیصلہ میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ احتجاج کا حق ایک بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیے جانے کے علاوہ ہندوستان جیسی عظیم اور فعال جمہوری نظام میں بہت اہمیت رکھتا ہے؛ لیکن اس سے زیادہ ہندوستانی سیاق و سباق میں اس کی اہمیت پسماندہ اور ناقص نمائندگی والے اقلیتوں کے حقوق کے دعوے میں مدد کے لیے ہے، اس تناظر میں مختلف بنیادی حقوق میں توازن قائم کرنے کا بہت بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر مظاہرہ کرنے والوں کے حق کو نامزد اور ترک شدہ مقامات کے اعتبار سے الگ الگ کیا جائے گا تو یہ حقوق کو بے معنی بنا کر رکھ دے گا، مزید برآں ایسی صورت میں جب ایک اکثریت پسند سیاست ملک کی پسماندہ اقلیتوں پر ظلم ڈھانے کی کوشش کر رہی ہے، دونوں معاملات میں ترتیب اور یکسانیت برقرار رکھنے کے لئے، سی اے اے پر بھی اسٹے لگانے اور شاہین باغ کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہندوستانی شہریوں کے یکساں تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔ **(مضمون نگار سپریم کورٹ آف انڈیا میں ایڈووکیٹ آن ریکارڈ ہیں)**

ہندوستان کو جدید ذہن کی حامل قیادت کی ضرورت

اب وقت آگیا ہے کہ ہندوستانی انتخاب کریں کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں

جسٹس (ر) مارکنڈے کاٹجو

میری رائے میں مستقبل کی عالمی تاریخ کا انحصار بہت حد تک اس بات پر ہوگا کہ ہندوستان میں کیا واقع ہوتا ہے، میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا، جیسا کہ میں اپنے مضامین میں اکثر نشاندہی کر چکا ہوں کہ یہ دنیا واقعی دو دنیاؤں پر مشتمل ہے، اول ترقی یافتہ دنیا، جس میں انتہائی صنعتی ممالک؛ جیسے شمالی امریکہ، یورپ، جاپان، آسٹریلیا اور چین شامل ہیں، اور دوم غیر ترقی یافتہ دنیا؛ جس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ جیسے ممالک شامل ہیں، پسماندہ ممالک کا مقصد خود کو انتہائی ترقی یافتہ اور صنعتی ممالک میں تبدیل کرنا ہونا چاہئے، تبھی وہ بڑے پیمانے پر غربت، بے روزگاری، غذائی قلت، صحت کی دیکھ بھال کی کمی جیسے بڑے مسئلوں کو ختم کر پائیں گے اور عوام کے لیے اچھی تعلیم فراہم کر سکیں گے۔ اس لیے اکیسویں صدی کو ایک ایسی صدی قرار دیا جائے گا، جس میں یہ عظیم تاریخی تبدیلی پسماندہ دنیا میں واقع ہوئی۔
ہندوستان پسماندہ ممالک میں سب سے ترقی یافتہ ہے، ایک اعلیٰ ترقی یافتہ ملک بننے کے لیے درکار اس میں سب کچھ موجود ہے، تکنیکی صلاحیتوں کی بھرمار ہے، یہاں کے آئی ٹی انجینئر بڑے پیمانے پر کیلیفورنیا میں سلیکان ویلی کا انتظام چلا رہے ہیں اور ہندوستانی پروفیسرز بہت سی امریکی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے سائنس، ریاضی اور انجینئرنگ کے شعبوں سمیت دیگر مغربی یونیورسٹیوں اور مغربی میڈیکل کالج اور اسپتالوں میں موجود ہیں۔ ہندوستان کے پاس بے پناہ قدرتی وسائل ہیں، پس اگر اس کے پاس جدید ذہن، سائنسی مزاج کا حامل اور محبّ وطن لیڈر ہو تو یہ اعلیٰ ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں کھڑا ہو سکتا ہے اور باقی پسماندہ دنیا کو قیادت فراہم کر سکتا ہے، ہندوستان ایک ایٹم تصور کیا جا سکتا ہے، جس کے اندر زبردست توانائی کا ذخیرہ موجود ہے؛ لیکن یہ توانائی اس کی نوعیت کی سائنسی تفہیم اور سائنسی تکنیکوں کے استعمال سے بھی آزاد ہو سکتی ہے۔ بدقسمتی سے طویل عرصے سے ہندوستانیوں کی گمراہ کن اور جاگیردارانہ تعصّبات کے ذریعہ ذہنی تطہیر کی جاتی رہی ہے، مثال کے طور پر مغلوں کو اکثر بعض متعصب افراد کے ذریعہ غیر ملکی، لٹیرے، ظالم اور جابر کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے؛ کیوں کہ وہ مسلمان تھے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مغلوں کے دور حکومت میں ہندوستان بہت ترقی یافتہ تھا اور اس دنیا کی تجارت کا تقریباً تیس فیصد حصہ اس کے پاس تھا، جبکہ آج ہمارے پاس دنیا کی تجارت کا محض ۱.۸ء فیصد حصہ ہے۔
ہندوستان کے پاس اس پر عمل کرنے کے لیے اب دو راستے کھلے ہیں، اول جدید ذہن کے حامل لیڈران اس کے لیے عوام کی متحدہ تاریخی جدوجہد کا آغاز کر سکتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے لیے بڑی قربانیوں کی ضرورت ہوگی؛ لیکن اس کے نتیجہ میں ایک ایسا سیاسی اور سماجی نظام وجود میں آئے گا جو ترقی یافتہ دنیا کی ہی طرح انتہائی خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بنائے گا، دوسرا راستہ تباہی و بربادی اور مزید غربت کا ہے، اگر ہندوستان فرقہ واریت، ذات پات، توہم پرستی، جاگیردارانہ طور طریقے اور سوچ کی راہ پر گامزن اور اندرونی تنازع میں الجھا رہا۔
اگر ہندستان پہلی راہ پر گامزن ہوا تو اس کا نتیجہ نہ صرف اس کی خوشحالی کا باعث بنے گا، بلکہ وہ دیگر پسماندہ ممالک کے لیے بھی مثال بن کر ابھرے گا، اسی طرح ہندوستان پوری غریب اور پسماندہ دنیا کو قیادت فراہم کرے گا، دوسری طرف اگر یہ دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے تو یہ نہ صرف اس کے لیے تباہ کن ہوگا، بلکہ ان پسماندہ ممالک کے لیے بھی زبردست جھٹکا ثابت ہوگا، جو اس کی قیادت کی طرف دیکھ رہے ہیں، جس سے مذکورہ تاریخی تبدیلی میں بہت تاخیر ہو جائے گی۔ **(بحوالہ روزنامہ انقلاب دہلی)**

WEEK ENDING-01/02/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب   قیمت فی شمارہ -/6 روپے   ششماہی -/200 روپے   سالانہ -/300 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988